ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

مارچ ۱۹۹۱ء

جذبۂ احرار

مُسلمانو! پرچمِ ختمِ نبوت گرنے نہ پائے اور عقیدۂ ختمِ نبوۃ پر آنچ نہ آئے اس کی حفاظت ھم سب مُسلمانوں کے ایمان کی اساس ہے۔

احرار رضا کارو! اس تحریک کی رُوح کو زندہ رکھنا۔ میری دعائیں **مجلسِ احرارِ اسلام** کے ساتھ ہیں۔ میں مطمئن ہوں کہ جب تک احرار زندہ ہیں، مرزائی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اور جب تک **احرار** باقی ہیں نئی نبوّت نہیں چلنے دیں گے جب بھی کوئی نبی سر اٹھائے گا ھم صدیق اکبرؓ کی سُنّت جاری کریں گے

مسلمانو! متحدّ ہو کر احرار کی اس دینی جنگ میں شریک ہو جاؤ اور اپنی اجتماعی قوت سے انگریزی نبوّت کا ٹاٹ لپیٹ دو!

مقصود کی منزل نہ ملی ہے نہ ملے گی
سینوں میں اگر جذبۂ احرار نہیں ہے

بانیِ احرار: امیرِ شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بُخاری رحمہ اللہ
مُلتان۔ ستمبر ۱۹۵۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہدائے ختمِ نبوت

جو لوگ تحریک تحفظِ ختمِ نبوت میں جہاں تہاں شہید ہوئے اُن کے خون کا جواب دہ میں ہوں ——— وہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں جانیں ہار گئے ۔
اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اُن میں جذبۂ شہادت میں نے پھونکا تھا ۔
جو لوگ اُن کے خون سے دامن بچانا چاہتے اور ہمارے ساتھ رہ کر اب کنی کترا رہے ہیں ——— اُن سے کہتا ہوں کہ میں حشر کے دن بھی اُن کے خون کا ذمہ دار ہوں گا ۔ وہ محبتِ رسول میں اسلامی سلطنت کے ہلاکو خانوں کی بھینٹ چڑھ گئے ——— عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ نے سیکڑوں حفاظِ قرآن صحابہ کرام رضؓ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے قربان کرا دیئے تھے

امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

لاہور ۱۹۵۴ء

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۷۵۵

شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ
مارچ ۱۹۹۱ء
جلد ۲ ● شمارہ ۳

رئیس التحریر: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری
مدیر: سید محمد کفیل بخاری

سرپرست اکابر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
مولانا محمد اسحٰق صدیقی مدظلہ
مولانا حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ
مولانا محمد عبداللہ مدظلہ
مولانا عنایت اللہ چشتی مدظلہ
مولانا محمد عبد الحق مدظلہ

رفقاءِ فکر

سید عطاء المؤمن بخاری
سید عطاء المہیمن بخاری
سید عبد الخبیر بخاری
سید محمد ذوالکفل بخاری
سید محمد ارشد بخاری
سید خالد مسعود گیلانی
عبد اللطیف خالد ● اختر جنجوا
عمر فاروق عمر ● خادم حسین
قمر حسنین ● بدر منیر احرار

زرِ معاونت اندرون ملک

فی پرچہ: ۶/= روپے
سالانہ: ۶۰/= روپے

بیرون ملک: سعودی عرب، عرب امارات، مسقط، بحرین، عراق، ایران، مصر، کویت، بنگلہ دیش، انڈیا، امریکہ، برطانیہ، تھائی لینڈ، ہانگ کانگ، برما، نائیجیریا، جنوبی افریقہ، شمالی افریقہ ۳۰۰/- روپے سالانہ پاکستانی

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ [شعبۂ تبلیغ] عالمی مجلس احرارِ اسلام

دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان (پاکستان) فون: ۲۸۱۳۷

ناشر: سید محمد کفیل بخاری، پرنٹر: تشکیل احمد اختر مطبع: تشکیل نو پرنٹرز یزدانی غلہ منڈی ملتان مقام اشاعت: دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

آئینہ

صفحہ	تحریر	مضمون
۳	مُدیر	دل کی بات
۵	مولانا محمد اسحٰق صدیقی صاحب	فتنۂ خلیج
۱۰	محمد منیر اختر	خلیج کی جنگ اور خارجہ حکمت عملی
۱۳	بشیر احمد عاجز	خلیج کی جنگ (نظم)
۱۴	نیاز سواتی	ٹکمن لگا، ٹکمن لگا (نظم)
۱۵	ابو سفیان تائب	سیدنا امیر معاویہ رضؓ
۳۰	مولانا عبدالحی جام پوری	ہم نے بھی ربوہ دیکھا
۳۵	حاصل مطالعہ	حضرت کعب الاحبار رحؒ
۳۷	مولانا سعیدالرحمٰن علوی	مولانا ابوالکلام آزاد رحؒ
۴۵	خادم حسین	زبان میری ہے بات اُنکی
۴۷	مولانا عبدالکریم صابر	وجدانیات (نظم)
۴۸	(ادارہ)	مسافرین آخرت
۴۹	شہر شہر سے ڈائریاں	چمن چمن اجالا
۶۲	قارئین نقیب	حلقۂ احباب

دِل کی بات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلیج کا خونی ڈرامہ

جارج بش :- لعنۃ اللہ علی الیہود والنصاریٰ والمجوس -
صدام حسین :- إنا لِلّٰہ وإنا إلیہ راجعون -

۱۶ / جنوری کو شروع ہونے والا خلیج کا خونی ڈرامہ تقریباً بیالیس روز جاری رہنے کے بعد بالآخر ۲۸ فروری ۹۱ء کو اپنے منطقی انجام کو پہنچا۔ ۲ / اگست ۹۰ء کو چند گھنٹوں کے مختصر کھیل میں عراق نے اپنے پڑوسی مسلمان ملک کویت پر قبضہ کیا تو جنگ کے خوفناک بادل اُسی روز بڑھنے شروع ہو گئے تھے۔ یہ جنگ قطعاً کفر و اسلام کی جنگ نہ تھی بلکہ بڑی طاقتوں کے باہمی سیاسی و اقتصادی مفادات کی بقاء و تحفظ کی تھی۔ امریکہ نے تو جنگ سے پہلے ہی اپنے مقاصد و عزائم کا برملا اظہار کر دیا تھا ۔

(۱) "دنیا کے بیالیس فیصد تیل پر صدام حسین کی اجارہ داری تسلیم نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی خلیج میں عراق کو سپر پاور بننے دیا جا سکتا ہے۔" (سابق صدر نکسن)

(۲) "اچھا ہوا کہ سفارتی کوششیں کامیاب نہ ہوئیں۔ ہمیں صدام حسین پر کاری ضرب لگانے کا موقع مل گیا ہے۔" (ہنری کسنجر)

(۳) "عراق کی دفاعی صلاحیتوں کو ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دیا جائے گا۔" (بش)

یہ بات اب ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ امریکہ نے عراق کی دفاعی صلاحیتوں کے خاتمہ اور خلیج میں اپنی چودھراہٹ قائم کرنے کے لئے دونوں عرب فریقوں کو مختلف ذرائع سے ایک دوسرے کے خلاف اُکسایا۔ پھر اُنہیں اپنے غیر جانبدار رہنے کی یقین دہانی کرائی اور کویت پر عراقی تسلط کی اپنی کامیاب سازش کے بعد کویت کی آزادی کو ہی بہانہ بنایا۔ اپنی لاکھوں افواج خلیج میں اُتار دیں۔ جبکہ کشمیر اور فلسطین کے مجاہدینِ آزادی کو کچلنے کے لئے مسلسل مجرمانہ کردار ادا کر رہا ہے ۔

صدام حسین امریکہ اور اس کے بے شمار اتحادی ممالک کی مشترکہ قوت کو جانتے ہوئے بھی سلامتی کونسل کی قرار دادوں کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ اُن کی لغت میں "جنگ" کے علاوہ دوسرا لفظ نہ تھا۔ اُنہوں نے کہا کہ اب "کویت" کو بھول جاؤ وہ عراق کا انیسواں صوبہ بن گیا ہے۔

اس طرح صدام حسین کو پوری استقامت کے ساتھ کھڑا کر کے اس محاذ پر بھی امریکی سازشوں نے میدان مار لیا۔ اور پھر دنیا کی سب سے بڑی تباہ کن جنگ کا آغاز کر دیا۔

خلیج کی بیالیس روزہ جنگ میں انسانی حقوق کے نام نہاد محافظ امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے بے گناہ عراقی شہریوں پر جس سفاکی سے بارود اور آگ برسائی۔ تاریخ میں اس بربریت کی مثال نہیں ملتی۔ روس جو عراق کا پرانا حلیف اور سرپرست ہے، نے اس خونی کھیل میں انتہائی منافقانہ اور بھیانک کردار ادا کیا۔ جو تاریخ کا سیاہ ترین باب ہے۔ کہا جاتا ہے کہ روس بھی درونِ خانہ خلیج میں امریکی سازش میں شریک تھا۔ اس نے اپنا حصہ امریکہ سے پیشگی نقد وصول کیا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کی مخالفت کی وجہ سے اُس نے ہمیشہ نقد سودے کو ہی ترجیح دی ہے۔ جس کی لازوال دوستی پر عراق کو فخر و ناز تھا اُس نے عراق کو بیچ چوراہے میں پٹوا دیا۔ گورباچوف سرِ بازار چیختا۔ ہا! عراق میرا دوست ہے ہائے

سزا دو، یہ ظلم ہے، میں خاموش نہیں رہ سکتا۔ لیکن ......۔ !

اب جنگ بند ہو چکی ہے، کویت آزاد ہے۔ تعمیرِ جدید کا تمام ٹھیکہ امریکہ کے پاس ہے۔ جنوبی عراق کے بعض حصے، تمام خلیجی ریاستیں بلکہ تیل کے ذخائر مکمل طور پر امریکہ کے قبضہ و تصرف میں ہیں۔ جہاں اب صرف امریکہ کی مرضی چلے گی۔ عراق تباہ ہو چکا ہے۔ اس کے ہزاروں فوجی جنگی قیدی ہیں۔ لاکھوں انسان جانیں ہار چکے ہیں۔ عراق کے کیمیائی ہتھیار بھی موجود ہیں، اور وسی ناکہ فوجی بھی، مگر صدام حسین نے وہ سب کچھ غیر مشروط طور پر مان لیا، جنگ سے پہلے جس کا انکار کیا تھا۔

اے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

اس وقت خونی ڈرامے کے تین کردار اور بڑے کردار امریکہ، انگلستان اور برطانیہ اپنے اپنے حصص کی تقسیم میں مصروف ہیں۔ باقی نوکر اتحادی ممالک بھی "جھونگا" لینے کے لئے جوتے کی مانند منہ کھولے صحرا میں پریشان کھڑے ہیں۔ تقسیم تیل کی بھی ہو گا —— اور خلیج کا جغرافیہ بھی —— !

بے شک مسلمانوں کو صدام حسین اور اپنے عراقی مظلوم بھائیوں سے بڑی محبت اور ہمدردی ہے۔ مگر صدام کے غیر دانشمندانہ اقدامات پر بھی افسوس ہے جن کی سزا پورے عالمِ اسلام کو ملی ہے۔ کاش! وہ کویت کی آزادی تسلیم کر لیتے۔ اسلامی ممالک کے ڈکٹیشن میں شریک ہوتے انہیں اپنا ہمنوا بناتے اور متحد ہو کر اسرائیل پر فیصلہ کن حملہ بول دیتے تو آج صورتِ حال یہ نہ ہوتی۔

اس جنگ میں کس نے کیا کھویا کیا پایا ......؟ امریکہ خلیج میں اب کیا کردار ادا کریگا ——؟ عربوں کا مستقبل کیا ہے ——؟ اسرائیل کیا منصوبے بنا رہا ہے ——؟ کیا عراق کی موجودہ جغرافیائی حیثیت برقرار رہے گی ——؟ اور کیا روس اپنا منافقانہ رویہ ترک کر کے عراق کا حقِ دوستی بھی ادا کریگا ——؟ کیا خلیج کے بعد امریکہ کا دوسرا ہدف پاکستان ہے ——؟

ان تمام سوالات کا ایک ہی جواب ہے کہ امریکہ، روس، اسرائیل، برطانیہ اور تمام یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین، اسلام اور مسلمانوں کی بربادی کی قدرِ مشترک پر متفق و متحد ہیں۔ اسلام کی بقاء تو اللہ کے اختیار میں ہے مگر مسلمانوں کی بقاء اسلام کے ساتھ کامل رشتہ استوار کرنے میں مضمر ہے۔

یہودیوں، نصرانیوں اور دہریوں کے خلاف اسلامی ممالک کا اتحاد وقت کا سب سے اہم تقاضا ہے۔ اسلامی ممالک اپنے تنازعات خود مل بیٹھ کر حل کریں اور اپنے فیصلوں کا اختیار کفار و مشرکین کے ہاتھ میں نہ دیں۔

شہداءِ ختمِ نبوت کی یاد میں

مارچ آتا ہے تو ہمارے دلوں پر قیامت بیت جاتی ہے۔ احرار، جو کہ وارثانِ خونِ شہداءِ ختمِ نبوت ہیں، اسی جذبہ کو زندہ کرنے کے لئے اُن کی یاد میں ہر سال ربوہ میں جمع ہوتے ہیں۔ ۷، ۸ مارچ کو مسجدِ احرار ربوہ میں "شہداءِ ختمِ نبوت کانفرنس" منعقد ہو رہی ہے جس میں ملک بھر سے احرار کارکن اور دیگر مسلمان شریک ہو رہے ہیں۔ ۱۹۵۲ء میں مسلم لیگی حکومت نے امریکہ اور پاکستان میں امریکہ کے ایجنٹ مرزائیوں کو خوش کرنے کے لئے مسلمانوں کی مقدس تحریک "تحفظِ ختمِ نبوت" کو تشدد سے کچلا۔ مسلم لیگ کا دامن دس ہزار بیگناہ مسلمانوں کے خون سے داغدار ہے۔ مسلم لیگ جو کہ ہمیشہ نفاذِ اسلام کی دعویدار رہی ہے۔ پاکستان میں اسلام کا مقدمہ خراب کرنے، دینی اقدار کو پامال کرنے اور نفاذِ اسلام کی تحریک کو سبوتاژ کرنے کی سب سے بڑی مجرم جماعت ہے۔ موجودہ لیگی حکومت بھی نفاذِ اسلام کے نعرہ کی بدولت قائم ہوئی ہے مگر اس کی سرپرستی میں اخبارات ... اور ٹیلی ویژن سے جو کچھ پیش کیا جا رہا ہے وہ نہ صرف اسلام کی توہین ہے بلکہ قیامِ پاکستان کے وقت اور بعد میں اسلام کے لئے شہید ہونے والے مسلمانوں کے خون سے بھی غداری ہے۔ اور اربابِ حکومت کے لئے نہایت شرم کی بات ہے —— موجودہ حکومت کو اپنے وعدہ کے مطابق ملک میں نفاذِ شریعت کا عمل مکمل کرنا چاہئے۔ یہی عمل ان کے سابقہ گناہوں کا کفارہ ثابت ہو سکتا ہے۔

> مَنْ سَبَّ الْأَنْبِيَاءَ قُتِلَ وَمَنْ سَبَّ أَصْحَابِي جُلِدَ
>
> جو انبیاءؑ کو گالی بکے اُسے قتل کر دیا جائے اور جو میرے صحابہؓ کو بُرا بھلا کہے اُس کی دُرّوں سے پٹائی کی جائے (الحدیث)

کراچی

فتنۂ خلیج ـــــــ یہود کا کید عظیم

خلیج کی جنگ اس وقت دنیا کا سب سے اہم موضوع ہے۔ اہلِ فکر و دانش نے اپنی دانست میں دیانتداری کے ساتھ صدام حسین کے حق اور مخالفت میں اپنے اپنے نقطۂ ہائے نظر کا اظہار کیا ہے۔ تاہم دونوں مکاتب فکر مسلمانوں کی اجتماعی بربادی پر ملول ہیں۔ ذیل میں شائع ہونے والے مضامین دونوں مکاتب فکر کی ترجمانی کرتے ہیں ـــــــ قارئین اس سے اتفاق بھی کر سکتے ہیں اور اختلاف بھی۔

(ادارہ)

عراق و کویت میں جس طرح خون مسلم ارزاں ہو رہا ہے وہ ہر مسلمان کے لئے بے حد افسوسناک اور سخت رنج دہ ہے۔ فطری طور پر امریکہ کے خلاف غیظ و غضب کے جذبات بھڑک اٹھے ہیں یہ جذبہ اخوت اسلامی کا تقاضا اور فطرت مسلم ہے اس پاک جذبہ کی بناء پر صدر صدام حسین اور عراق کے لئے ہمدردی اور ان کی حمایت کا جذبہ بھی شدت کے ساتھ ابھرتا ہے اور ابھرنا چاہئے۔ لیکن اس صدمے اور غصے سے اس قدر مغلوب ہونا بھی قرین دانش مندی نہیں کہ ہم یہود اور سبائیوں کے اس کید عظیم پر بھی نظر نہ کریں جو ان لوگوں نے امت مسلمہ کی تباہی کے لئے تیار کیا ہے۔ حوادث و واقعات پر عقل و دانش سے نظر کرنا چاہئے۔ تاکہ ایسا نہ ہو ہم کسی دشمن ملت کو نقصان پہنچانے کی کوشش میں خدانخواستہ ملت اسلامیہ کو خود ہی کوئی نقصان پہنچا دیں۔

ارباب بصیرت پر یہ حقیقت اب بالکل واضح ہو چکی ہے کہ یہ فتنہ امریکہ روس اسرائیل اور ایران سب کی سازش سے برپا ہوا ہے جس کا اصل مقصد مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کو تباہ کرنا ہے اس وقت امریکی طیارے اور بم مسلمانوں کا خون بہا رہے ہیں اور ان کے املاک کو تباہ کر رہے ہیں اس مصیبت کا سبب خود صدام حسین بنے۔ دوسری طرف خود عراق کی طرف سے سعودی عرب کے مسلمانوں کو میزائیل پھینک پھینک کر تباہ کیا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کا خون ہر حال میں بہت قیمتی ہے خواہ عراق میں بہایا جائے یا نجد و حجاز میں یا کویت میں۔ ہمارے لئے ان حوادث میں سے ہر حادثہ یکساں رنج دہ ہے۔

ہمیں عراق، کویت اور سعودی عرب کے درمیان مصالحت کی کوشش کرنی چاہئے اور امریکہ کی مذمت اور اس سے سرزمین عرب خالی کر دینے کے مطالبہ کے ساتھ صدام حسین سے بھی یہ مطالبہ کرنا چاہئے کہ وہ کویت پر ظلم سے باز آئیں۔ وہاں سے فوجیں ہٹا لیں اور سعودی عرب پر حملہ کرنا بند کریں۔ پھر مصالحت کی گفتگو کریں اور گفت و شنید سے مسئلہ حل کریں عراق اور ایران میں آٹھ سال جنگ ہوتی رہی اس کے باوجود صدام حسین اس سے صلح کر سکتے ہیں تو کویت سے کیوں صلح نہیں ہو سکتی۔ انہیں چاہئے کہ ملت کی خیر خواہی کے لئے وہ جنگ و جدل اور جارحیت سے باز آئیں اور کویت سے مصالحت پر آمادہ ہو جائیں۔ وہ اسرائیل سے جنگ کی باتیں کرتے ہیں لیکن ان کے طرز عمل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسرائیل کی مخالفت اور اس سے جنگ کے ارادے کا اظہار محض پروپیگنڈا ہے۔ صداقت سے اسے کوئی لگاؤ نہیں ہے کویت سے تو تیل کی

قیمت کا اختلاف تھا مگر سعودی عرب سے تو ان کا کوئی جھگڑا نہیں تھا۔ ایران سے جنگ کے دوران کم از کم اسی فیصد اخراجات جنگ کا بار سعودی حکومت اٹھاتی رہی اس کے بار احسان سے عراق سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ پھر اس کے خلاف فوج کشی کے کیا معنی ہیں۔ اس نے تو کویت کے ساتھ اختلافات دور کرنے کے مقصد سے گفت و شنید کی دعوت دی تھی اور امن و صلح کی بات کی تھی۔ وہ فریق نہیں تھا پھر اس پر حملہ کرنے کے لئے اس کی سرحد پر لاکھوں فوج لگا دینے کے لئے وجہ جواز کیا ہے ؟ یہی نہیں بلکہ انہوں نے ملک حسین (اردن) کو بھی سعودی عرب پر حملہ کرنے کیلئے ابھارا ترکی کا تو کوئی تعلق اس معاملے سے نہیں تھا لیکن عراق نے لاکھوں فوج ترکی کی سرحد پر جمع کر دی جو اس کی علامت ہے کہ وہ ترکی پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے وجہ جواز کیا ہے ؟ ترکی کے ساتھ روس کی عداوت بہت پرانی ہے صدر صدام کا یہ اقدام تو یہ بتاتا ہے کہ روس ترکی پر عراق کی آڑ میں حملہ کرنا چاہتا ہے اور گرم پانی میں پہنچنے کے لئے درہ دانیال سے راستہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ صدر صدام حسین اس کے آلہ کار کے طور پر کام کر رہے ہیں ان کے متعلق یہ معلوم ہے کہ وہ روسی گروپ کے آدمی ہیں۔ اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا شام کے حافظ الاسد کی طرح وہ بھی بعث پارٹی کے رکن عظیم ہیں۔ ہر پڑھا لکھا آدمی جانتا ہے کہ بعث پارٹی کیمونسٹ نظریات رکھتی ہے عملاً وہ سوشلزم کی راہ پر چلتی ہے اور وہ روس کی بین الاقوامی کیمونسٹ پارٹی کا ایک جزو ہے۔ ان حالات پر نظر کر کے یہ سمجھنا بالکل بجا اور درست ہے کہ وہ روس کے فائدے کے لئے ترکی پر دباؤ ڈال رہے ہیں۔ اگر انہوں نے ترکی پر حملہ کر دیا تو یہ اپنے کسی فائدے کے لئے نہ ہو گا بلکہ روس کے فائدے کے لئے ہو گا وہ پاکستان کی ہمیشہ مخالفت کرتے رہے ہیں۔ اس موقع پر بھی اس کی تخریب کے درپے ہیں۔ "ڈان" کراچی مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۹۱ء کے پہلے صفحہ پر یہ خبر شائع ہوئی کہ " حکومت پاکستان نے عراقی سفارتخانے کے پریس کونسلر کو ناپسندیدہ شخص قرار دیکر ملک بدر کر دیا یہ شخص مختلف گروہوں کو حکومت پاکستان کے خلاف ہنگامے کرنے اور اس میں تخریب کاری کے مقصد سے اسلحہ خریدنے کے لئے روپیہ تقسیم کرتا تھا" ۔ خیال تو فرمائیے کہ پاکستان نے عراق کا کیا بگاڑا ہے جو صدر عراق اس میں فساد پھیلانے اور دہشت گردی کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

عراق ایک چھوٹا سا ملک ہے اس کا رقبہ زیادہ سے زیادہ سندھ کے برابر ہو گا اور آبادی کسی طرح بھی ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ نہیں ہے پھر اس کے پاس یکایک اتنی فوج کہاں سے آگئی جو اس نے کئی کئی لاکھ کی تعداد میں تین چار محاذوں پر لگا دی ہے اور ابھی کئی لاکھ فوج ریزرو ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سترہ لاکھ فوج اس کے پاس ہے یہ فوج کہاں سے آئی ؟ یقیناً یہ روسی فوج ہے جو رضاکاروں کے نام سے براہ ایران اس کے پاس پہنچی۔ جیسے کابل پہنچی تھی۔ ملحوظ رہے کہ ان کی فوج کا ایک بڑا حصہ ایران کے ساتھ ہشت سالہ جنگ میں تباہ ہو چکا ہے نیز یہ کہ وہ ایران کے خلاف کسی محاذ پر بھی کسی وقت ایک لاکھ فوج بھی نہیں لا سکے۔ کویت کا قبضہ شروع ہونے کے بعد گوربا چوف نے بیان دیا تھا کہ عراق میں ہمارے آٹھ سو آدمی موجود ہیں جن میں فوجی مشیر بھی ہیں اور ٹیکنیشن بھی۔ اسی زمانہ میں برازیل کی حکومت نے بطور احتجاج بیان جاری کیا تھا کہ برازیل کے کئی ٹیکنیشن عراق میں میزائیل تیار کر رہے ہیں انہیں صدر صدام حسین نے جبراً روک لیا ہے انہیں واپس نہیں آنے دیتے۔ یہ واضح رہے کہ برازیل پر یہود چھائے ہوئے ہیں اور اسلحہ کی صنعت اور اس کا جدید کاروبار سب یہود کے ہاتھ میں ہے۔ ۲۲ جنوری ۱۹۹۱ء کے روز نامہ ڈان کراچی کی خبر ہے کہ ایتھوپیا (حبشہ) سے حبشیوں کی فوج عراق کی ۔ ۔ کے لئے بھیجی گئی ہے۔ اس پر امریکہ نے ایتھوپیا کی امداد بند کر دی۔ ایتھوپیا میں کیمونسٹوں کی حکومت ہے اور یہ فوجی جو عراق بھیجے گئے مذہباً مسیحی ہیں۔ صدر صدام حسین کے وزیر خارجہ طارق عزیز مسیحی ہیں۔ یہ ایک مشہور بات ہے لیکن صحیح تر اطلاع یہ ہے کہ وہ جارجیا کے رہنے والے یہودی ہیں۔ مصلحتاً اپنے کو مسیحی ظاہر کرتے ہیں وہ مسیحی ہوں

یا یہودی ۔ یہود کے ایجنٹ ضرور ہیں اور عراق یا اس کے مخالفین کسی مسلم ملک کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے ۔ غالباً صدر صدام حسین کو یہود کے فریب میں بھی انہوں نے ہی مبتلا کیا ہے ۔ تاہم وہ تنہا یہ کام نہیں کر سکتے تھے اگر روس عراق کی مدد پر کمربستہ نہ ہوتا ۔ اس فتنہ میں سب سے بڑا حصہ اسی کا ہے درہ دانیال کی طرف بڑھنے کی خواہش کے علاوہ دو باتیں اور بھی ہیں جو اس کے لئے فتنہ پردازی اور فساد انگیزی کی محرک ہوئیں ۔

پہلی چیز تو یہ ہے کہ سعودی حکومت جہاد افغانستان میں مجاہدین کی ہر طرح امداد کرتی رہی ۔ مجاہدین کی امداد میں اس نے روپیہ پیسہ پانی کی طرح بہایا اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ بکثرت سعودی عربوں نے خود آکر جہاد میں شرکت کی ۔ روسی حکومت سعودی حکومت سے اس کا انتقام لینا چاہتی ہے اور اس کی سخت دشمن ہو گئی ہے ۔ وہ صدام حسین کو سعودی حکومت کے خلاف اکساتی ہے اور اس پر حملہ کیلئے تیار کرتی ہے دوسری چیز یہ ہے کہ روس میں "باکو" کے تیل چشمے خشک ہونے لگے ہیں اور شاید دو یا تین سال کے بعد روس تیل سے محروم ہو جائے گا ۔ اس لئے وہ عراق کے پردے میں عرب کے تیل کے چشموں پر قابض ہونا چاہتا ہے ۔ صدام حسین روس کے حلقے کے آدمی ہیں تیل ان کے قبضہ میں ہو تو روس کو حسب منشاء ملتا رہے گا ۔ عراق کی بھرپور روسی امداد کا ایک اہم سبب یہ بھی ہے ۔ یہ سمجھنا چاہئے کہ کویت اور سعودی عرب پر عراق نے نہیں بلکہ روس نے حملہ کیا ہے ۔ اس کا مزید ثبوت روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۹۱ء کی یہ خبر ہے کہ استنبول (ترکی) میں ناٹو کے فوجی مرکز میں بموں کے شدید دھماکے ہوئے جن سے عمارت کو سخت نقصان پہنچا ۔ کیمونسٹوں نے دھماکوں کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ دھماکے خلیج کی جنگ میں ترکی کے ملوث ہونے کے خلاف کئے گئے ہیں ۔ اس سے عیاں ہے کہ درحقیقت عراق کی آڑ میں روس لڑ رہا ہے اور کویت و سعودی عرب پر کیمونسٹوں کی یلغار ہے ۔ یہود کا یہ کید عظیم بہت پیچیدہ اور دقیق ہے ۔ ہمیں بہت سوچ سمجھ کر اور دیکھ بھال کر بات کرنا چاہئے ۔ یہ واقعہ ملحوظ رکھنا چاہئے کہ صدر صدام حسین کا اصل مقصد سعودی عرب پر قبضہ کرنا اور وہاں کے اسلامی نظام کو ختم کرنا ہے ۔ دوسری طرف انہوں نے ملک حسین کو بھی سعودی حکومت پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ کیا ہے ۔ ہوس ملک گیری اور حب اقتدار و مال اس کا محرک ہے ۔ اور روس اپنے مقاصد کے لئے ان کا معاون و مددگار ہے اس لئے جس طرح ہمیں امریکہ کو مسلمانوں کی خون ریزی اور انہیں تباہ کرنے سے روکنا چاہئے اسی طرح ہمیں صدر صدام حسین کو بھی مسلمانوں کی خون ریزی اور فساد فی الارض سے روکنا چاہئے ۔ انہوں نے ایسا کیوں نہ کیا ؟ اگر پہلے نہیں کیا تھا تو اب سہی ۔۔ وہ کویت سے اور سعودی عرب و ترکی کی سرحدوں سے فوجیں ہٹا کر سیریا کی راہ سے نکل کر اسرائیل پر حملہ کر دیں ۔ کیا وہ اس کے لئے تیار ہیں ؟ نہیں تو کیوں نہیں ؟

سعودی حکومت کے خلاف پروپیگنڈا

امریکہ کی مذمت کرنا اور اس کے خلاف مظاہرے کرنا اپنی جگہ بالکل درست ہے اور امریکہ کے مقابلے میں عراق کی حمایت بھی صحیح ہے ۔ لیکن سعودی حکومت اور سعودی عرب کے خلاف پروپیگنڈا کرنا اور اس کے مقابلے میں عراق کی حمایت کرنا شریعت اور عقل دونوں کے خلاف ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ امریکہ سے زیادہ سعودی حکومت کے خلاف پروپیگنڈا ہو رہا ہے اور ان کے مقابلے میں عراق کی حمایت جس طرح کی جا رہی ہے اس سے صاف نظر آتا ہے کہ یہ لوگ حکومت اسلامیہ سعودیہ کو ختم کر کے عراق کو اس پاک سرزمین پر مسلط کرنا چاہتے ہیں یہ پروپیگنڈا شیعوں اور عرس و قوالی والے قبر پرستوں کی طرف سے ہوتا تو لائق تعجب نہیں کیونکہ سعودی حکومت ان کی آنکھوں میں خار کی طرح کھٹکتی ہے اس نے بدعات کا قلع قمع

نیا اور مراسم شرکیہ کو مٹایا یہ بات شیعوں کو بھی سخت ناگوار ہے ۔ اور قبور پرستوں کو بھی! لیکن دیو بندی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والوں کی طرف سے سعودی حکومت کی مخالفت افسوسناک بھی ہے اور تعجب خیز بھی! اس سے زیادہ تعجب خیز بعض ایسے لوگوں کی مخالفت ہے جو اسلامی نظام اور اسلامی انقلاب کا نعرہ اٹھتے بیٹھتے لگاتے رہتے ہیں کس قدر عجیب بات ہے کہ ایک طرف اسلامی نظام قائم کرنے کی تمنا اور آرزو کا دعوی کیا جائے اور دوسری طرف قائم شدہ اسلامی نظام کو مٹانے اور تباہ کرنے کی کوشش کی جائے ۔ یہ لوگ سعودی حکومت کی مخالفت اور عراق کی حمایت میں حدود شریعت بلکہ عام اخلاق حدود سے باہر بھی نکل گئے یہاں تک کہ غلط بیانی اور مغالطہ دہی سے بھی نہیں چوکتے ۔ اسلامی انقلاب کا نعرہ لگانے والے ایک بزرگ کو اسکا اقرار ہے ۔کہ سعودی عرب میں اسلامی قوانین نافذ ہیں لیکن یہ اعتراض ہے کہ وہاں "استبداد" ہے اور کسی کو زبان کشائی کی اجازت نہیں صرف اس وجہ سے انکے نزدیک وہاں اسلامی نظام نہیں ہے ان کا یہ اعتراض سراسر غلط بیانی اور مبنی برعناد ہے ۔ اول تو وہاں مبینہ استبداد ہی نہیں ۔ خلاف دین اور مفسدانہ بات کرنے کی اجازت نہیں ہے ۔ حدود شریعت کے اندر ڈلیا ڈھونے والے مزدور کو بھی ملک پر اعتراض کرنے یا حکومت کے لئے کوئی تجویز پیش کرنے کا اتنا ہی بلکہ اس سے زائد اختیار اور حق ہے جتنا پاکستان میں کسی رکن اسمبلی کو حاصل ہوتا ہے ۔ اچھا! بالفرض ان صاحب کا بیان صحیح بھی ہو تو کیا یہ "استبداد" اسلامی نظام کے خلاف ہے؟ اعتراض میں شناعت مزید یہ ہے کہ خود معترض جو ایک تنظیم کے امیر صنعت ہیں اسی "استبداد" کی صنعت سے متصف ہیں ۔ جس کا غلط الزام وہ سعودی حکومت پر لگا رہے ہیں ۔ یہ بھی ایک نمونہ ہے سعودی حکومت پر غلط اعتراضات اور اس کے خلاف غلط پروپیگنڈے کا ۔ دوسرے اعتراضات بھی ایسے لچر ہیں پروپیگنڈے کا تاثر ذہن سے ہٹا کر آزاد ذہن سے غور کیا جائے تو ان اعتراضات کی غلطی اور لغویت خود عیاں ہو جاتی ہے مزید افسوسناک بات یہ ہے کہ یہی اسلامی نظام کا نعرہ لگانے والے اور سعودی حکومت کی مخالفت کرنے والے ایران کے ظالمانہ اور خلاف اسلام شیعی نظام کو "اسلامی نظام" کہتے ہیں فیا للعجب ۔۔؟

فریب میں نہ آئیے

ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور بابت ماہ فروری ۱۹۷۹ء میں میں نے ایک مضمون بہ عنوان "ایران کے بعد" لکھا تھا جس میں یہ واضح کیا تھا کہ یہود کا منصوبہ یہ ہے کہ پورے عالم اسلامی کے اقتدار پر شیعوں کو مسلط کر دیا جائے آہستہ آہستہ اسی منصوبہ پر عمل ہو رہا ہے اسی کے تحت یہود نے ایران کو عرب پر مسلط کرنا چاہا جس پر خاص نشانہ سعودی عرب تھا مگر اس تدبیر میں ناکام ہوا ۔ ایران و عراق میں جنگ ہو گئی اور اس کی ساری طاقت ختم ہو گئی نیز سینوں میں ایک نوع کی بیداری پیدا ہوئی اور یہود کو اندازہ ہوا کہ عرب اہل سنت کھلم کھلا شیعوں کی ماتحتی کسی قیمت پر نہیں قبول کریں گے ۔ اس ناکامی کے بعد اسرائیل اور اس کے معاونین نے اپنی اسٹریٹجی میں تبدیلی کی آور اپنے فریب کو اور زیادہ خفی اور دقیق بنایا انہوں نے اپنے مقصد کے حصول کا ذریعہ صدر صدام حسین کو بنایا ہے اگر خدانخواستہ سعودی عرب اور کویت پر عراق کی حکومت قائم ہو گئی تو ان مقامات بلکہ پوری سرزمین عرب پر شیعہ حکومت قائم ہو جائے گی ۔ اگرچہ صدام حسین خود سنی ہیں لیکن شیعہ ان پر حاوی ہو چکے ہیں اور عراق کی فوج ' پولیس ' سول سروس اور سیاسی و ملی شعبوں اور کلیدی عہدوں پر پوری طرح چھا چکے ہیں ۔ ایران سے جنگ کے دوران شیعوں کو راضی و مطمئن اور بغاوت و شورش سے باز رکھنے کے لئے صدام حسین نے انہیں منہ بھرائی دی ہے انہوں نے اس موقع سے خوب فائدہ اٹھایا اپنا کام نکالنے کے بعد وہ صدام حسین کو رخصت کر دیں گے سنی

بھائیوں کو چاہیے کہ کید عظیم سے بچیں اور سعودی حکومت کی حفاظت و حمایت کریں ۔ حکومت پاکستان نے اسی سلسلہ میں جو پالیسی اختیار کی ہے وہ بالکل درست اور صحیح ہے ۔ اہل سنت کو اسکی تائید کرنی چاہیے ہمارے سنی بھائی اگر اسلامی ذہن سے آزادی کے ساتھ صرف مندرجہ ذیل باتوں پر غور کرلیں تو انشاء اللہ حقیقت واضح ہو جائے گی ۔

۱۔ ایران تو جنگ بندی کے بعد بھی کسی طرح صلح پر راضی نہیں ہوتا تھا اس نے صلح کے لئے یہ شرط لگا دی کہ عراق کو جارح قرار دیا جائے اور تاوان جنگ ادا کرے ۔ جو کروڑوں روپے تھا ۔ پھر یکایک وہ دونوں شرطوں سے دست بردار ہو کر صلح پر کیوں آمادہ ہو گیا ۔

۲۔ صدام حسین کو اگر اسرائیل پر حملہ آور ہونا یا دباؤ ڈالنا مقصود تھا تو انہوں نے سیریا (شام) سے نکل کر اس پر حملہ کیوں نہیں کیا ؟ کویت اور سعودعرب پر حملہ کیوں کیا ؟ اور ان دونوں مقامات پر مسلمانوں کا خون ناحق کیوں بہایا اور کیوں بہا رہے ہیں ؟ ابھی چند روز ہوئے کہ حافظ الاسد نے کہا ہے کہ اگر اسرائیل نے عراق سے جنگ کی تو وہ (حافظ الاسد) عراق کے ساتھ ہو جائیں گے ۔ اس کے باوجود عراق نے کویت اور سعودی عرب پر کیوں حملہ کیا ؟ اس کے لئے تو صحیح سہل اور مفید راستہ سیریا (شام) کا راستہ تھا ۔ اس طرح سیریا کی حکومت بلکہ وہاں کے عوام کا بھی تعاون ہوتا ۔ جب ان کے پاس اتنی بڑی طاقت ہے کہ وہ امریکہ اور اس کے یورپین اتحادیوں کا مقابلہ کر رہے ہیں تو حافظ الاسد بھی ان سے مزاحمت نہ کر سکتا اور اگر کرتا تو شکست کھاتا ۔ اور وہ اسرائیل پر پوری طاقت سے کامیاب حملہ کر سکتے تھے انہوں نے ایسا کیوں نہ کیا ؟ اگر پہلے نہیں کیا تھا تو اب سہی ۔ وہ کویت سے اور سعودی عرب اور ٹرکی کی سرحدوں سے فوجیں ہٹا کر سیریا کی راہ سے نکل کر اسرائیل پر حملہ کر دیں کیا وہ اس کے لئے تیار ہیں نہیں تو کیوں نہیں ؟

****

تحریک تحفظ ختم نبوت کی اہم پیشکش

● عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور ردِ مرزائیت کے سلسلہ کی اہم کتابیں ● جن کی اشاعت سے قادیانی ایوان لرز اٹھے
● کفر و ارتداد اور بے دینی کے اس معاشرے میں ان کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے ۔

● مسئلہ ختم نبوت علم و عقل کی روشنی میں (مولانا مفتی محمد اسحٰق سندیلوی) ۱۸/ روپے ● قادیان سے اسرائیل تک جناب ابو مدثرہ ۴۰/ روپے
● قادیانیوں کو دعوت حق (مولانا محمد عبداللہ) ۲۵/ روپے ● تائید آسمانی در رد نشان آسمانی مولانا محمد جعفر تھانیسری ۵/ روپے
● اسلام اور مرزائیت (تقابلی مطالعہ) مولانا محمد عبداللہ ۱۲/ روپے ● ردّ قادیانیت پر دس کتابچے ۱۰/ روپے

خصوصی رعایت
● کوئی ایک کتاب منگوانے پر ۲۰٪ رعایت ● مکمل سیٹ منگوانے پر ۳۳٪ رعایت اور ● ۱۰۰۰/ روپے کی کتب منگوانے پر ۴۰٪ رعایت اور ماہنامہ نقیب ختم نبوت ایک سال کے لئے مفت جاری کیا جائے گا۔

نوٹ : رقم پیشگی ارسال کریں ۔ کتاب رجسٹرڈ ڈاک سے ارسال کی جائے گی ۔ ڈاک خرچ بذمہ ادارہ ہوگا ۔

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان
دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ۔ فون ۷۲۸۱۳

نقطۂ نظر

محمد منیر اختر

خلیج کی جنگ اور خارجہ حکمتِ عملی

کویت اور عراق کے باہمی تنازعات سے متعلق مذاکرات کی ناکامی کے بعد گزشتہ برس ۲ اگست کو عراق نے چند گھنٹوں میں کویت پر قبضہ کر لیا اور اس کے ساتھ ہی عالمی سطح پر خلیج کے بحران نے انتہائی پیچیدہ شکل اختیار کر لی۔ اس سے قبل عراق میں امریکی سفیر نے واضح کیا تھا کہ اگر عراق کی طرف سے کویت پر قبضہ کیا گیا تو یہ عربوں کا علاقائی مسئلہ ہوگا لیکن بعد ازاں امریکہ نے سعودی عرب کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہونے کا واویلا کر کے اس کو عالمی مسئلہ قرار دیکر خلیج میں فوجیں اُتار دیں۔ اس صورتِ حال کے پیشِ نظر اسلامی ممالک اور عالمی اداروں نے مسئلہ کے پُرامن حل کے لئے کوششوں کا آغاز کیا۔ جو نتیجہ خیز ثابت نہ ہو سکیں۔ اقوامِ متحدہ جس کے بارے میں پاکستان کے سابق وزیرِ خارجہ آنجہانی سر ظفر اللہ[۱] خان (قادیانی) نے کہا تھا کہ یہ ادارہ "مُردہ قراردادوں کا عجائب گھر ہے"۔ اس ادارہ نے ریکارڈ مختصر مدت میں کویت سے عراقی فوجوں کے انخلاء کے لئے ۱۶ رجنوری کی "ڈیڈ لائن" مقرر کر کے اس کے بعد طاقت کے استعمال کو جائز قرار دے دیا۔ اگرچہ "ڈیڈ لائن" سے متعلق سلامتی کونسل کی قرارداد کی تشریح میں عالمی سطح پر خارجہ امور کے ماہرین میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ پاکستان کے سابق وزیرِ خارجہ جناب آغا شاہی نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ سلامتی کونسل کی ڈیڈ لائن عراق پر حملہ کا حکم نہیں۔ بھارت کے ایک سابق جج ہرمن سواروپ نے کہا ہے کہ عراق پر حملہ سلامتی کونسل کی قرارداد ۶۷۸ اور اقوامِ متحدہ کے چارٹر کے خلاف ہے۔ ماہرین کے مطابق سلامتی کونسل نے مسلح افواج کے استعمال کا کوئی فیصلہ نہیں دیا اور "طاقت" کا لفظ امریکی وزیرِ خارجہ بیکر کی طرف سے شامل کیا گیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ اور اس کی اتحادی صیہونی طاقتیں اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کے لئے جنگ کو ناگزیر تصوّر کرتے تھے بعض مصدقہ رپورٹوں کے مطابق امریکہ نے اقوامِ متحدہ سے یہ قراردادیں حاصل کرنے کے لئے اپنے اثر و رسوخ کے علاوہ ۲۷ ارب ڈالر خرچ کئے تاکہ وہ سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کے دفاع کی آڑ میں عربوں کے تیل کی دولت پر قبضہ کرنے کے دیرینہ منصوبہ کو عملی جامہ پہنا سکے۔ اس لئے صدر بش نے کافی پہلے یہ اعلان کر دیا تھا کہ عراق کی ایٹمی تنصیبات اور کیمیائی ہتھیاروں کے کارخانوں کو ہر حال میں تباہ کر کے دم لیں گے۔ چنانچہ باقاعدہ منصوبہ بندی سے ۱۶ رجنوری کی "ڈیڈ لائن" ختم ہونے کے ساتھ ہی بغداد کے وقت کے مطابق جمعرات کی صبح دو بج کر چالیس منٹ پر امریکہ اور اس کے اتحادی جنگی طیاروں نے کمال سفاکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بغداد، بصرہ اور ارد گرد کے علاقوں پر ہزاروں

۱؎ موصوف نے تقسیمِ ہند کے موقع پر اور بعد ہو، اقوامِ متحدہ میں مسئلہ کشمیر کا بیڑہ غرق کر کے پاکستان کو نقصان پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا (ادارہ)

ٹن بارود کی بارش کر دی ۔ درحقیقت امریکہ و اتحادی صیہونی طاقتیں عراق کو اپنی قوت اور اسرائیل کے لئے خطرہ بننے کی سزا دینے کے لئے ایک عرصہ سے بے چین تھیں اور ان طاقتوں نے موقع کو غنیمت جان کر سوچی سمجھی سازش اور منصوبہ کے تحت خلیج کے بحران کو پیدا کیا اور ان طاقتوں کے آلۂ کار عرب حکمرانوں نے اپنی بادشاہتوں کے تحفظ کے لئے اپنی سرزمین کو غیر ملکی فوجوں کے حوالہ کر دیا ۔ جہاں سے امریکہ اور اتحادی فوجوں کی طرف سے فضائی حملوں کے ذریعے عراق کے بے گناہ مسلمانوں پر آتش و آہن کی بارش کا سلسلہ جاری ہے جبکہ حال ہی میں فرانس کے وزیر دفاع اور اٹلی کی بحریہ کے سربراہ نے اپنی حکومتوں کی خلیج کے بارے میں پالیسی سے اختلاف کرتے ہوئے امریکہ کی وحشیانہ جارحیت کے خلاف احتجاجاً اپنے عہدوں سے استعفیٰ دے دیا ہے لیکن اس کے باوجود عالمی امن و انصاف کے علمبردار تمام نام نہاد بین الاقوامی اداروں نے مسلسل معنی خیز خاموشی اختیار کر رکھی ہے

اب جبکہ جنگ کو ایک ماہ سے زائد عرصہ گزر چکا ہے امریکہ اور اس کے حواریوں کا یہ خواب کہ وہ عراق کو چند گھنٹوں میں اپنی عسکری برتری، فنی مہارت اور جدید ہتھیاروں کے ذریعے پیوند خاک کر دیں گے، بکھر کر رہ گیا ۔ یہاں تک کہ خود امریکی وزیر دفاع کو اپنے ابتدائی دعوؤں کے برعکس یہ اعتراف کرنا پڑا ہے کہ عراق کی فوجی طاقت کو مکمل طور پر تباہ نہیں کیا جا سکا اور اب یہ جنگ کئی ہفتوں سے بھی زیادہ طویل ہو سکتی ہے ۔

خلیج میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی بلا جواز مداخلت اور عراق کے خلاف فوجی کارروائی سے امریکہ کے زلہ خوار حکمرانوں کے علاوہ پورے عالم اسلام کے مسلمان شدید درد و کرب محسوس کر رہے ہیں ۔ ماضی میں پاکستان کی خارجہ پالیسی جس حد تک امریکہ کے زیر اثر رہی ہے، یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے ۔ لیکن موجودہ منتخب حکومت جو اسلام کے نام پر ووٹ حاصل کر کے اقتدار پر متمکن ہوئی ہے اس سے بجا طور پر یہ توقع قائم کی جا سکتی تھی کہ وہ خلیج کے بحران کے نازک مرحلہ پر امت مسلمہ کے وسیع تر مفاد اور عوامی امنگوں کے مطابق خارجہ پالیسی تشکیل دینے میں کامیاب ہو گی لیکن افسوس کہ حکومت امریکی دباؤ کے زیر اثر سعودی عرب میں فوجی دستے روانہ کر کے اور عراق کے خلاف بیان بازی سے اپنی غیر جانبدار حیثیت برقرار نہیں رکھ سکی ۔ جس کے نتیجہ میں عوامی سطح پر شدید ردعمل سامنے آیا ہے ۔ ملک میں صدر صدام حسین کی حمایت میں ہونے والے مظاہرے دراصل موجودہ حکومت پر عدم اعتماد کا درجہ رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود حکومت سرکاری میڈیا پر مسلسل اپنے نام نہاد "اصولی موقف" کا پروپیگنڈہ کر کے خود کو غیر جانبدار قرار دے رہی ہے ۔ حالانکہ امریکہ کی طرف سے اپنے اتحادیوں کی جو فہرست جاری کی گئی ہے ۔ پاکستان کا نام اس میں ساتویں نمبر پر درج ہے ۔ اور اب اس کے بعد بھی غیر جانبداری کا دعویٰ نہ صرف مضحکہ خیز بلکہ انتہائی شرمناک ہے ۔ ہماری حکومت کو سوچنا چاہئے کہ امریکہ اور یہودی لابی جو عالم اسلام کی قوت اور معیشت کو تباہ کرنے کے سازشی منصوبہ پر

عمل پیرا ہے۔ کہیں پاکستان کا مؤقف ان کے اِس مذموم منصوبہ کی تکمیل کے لئے تقویت کا باعث تو نہیں بن رہا ؟ اور کیا عراق کی مخالفت سے خلیج میں امریکہ کے غلبہ کی صورت پیدا نہیں ہوگی ، ؟ جس کے منطقی نتیجہ کے طور پر تمام وسائل امریکہ کے تصرف میں نہیں آجائیں گے ؟ اب یہ بات تاریخ کا حصّہ بن چکی ہے کہ امریکہ پوری دنیا میں صیہونی مفادات کے تحفظ کے لئے تخریب کاری کی سرپرستی کرتا ہے، امریکہ نے عالمِ اسلام کے تمام نیشلسٹ رہنماؤں کو سازشش کے ذریعہ منظرِ عام سے ہٹایا ۔صدر سادات ، شاہ فیصل ، سوئیکارنو ، ذوالفقار علی بھٹو ، اور بومدین[1] وغیرہ کو ان کے اس جُرم کی سزا دی گئی کہ وہ امریکہ کے غلام بے دام بن کر رہنے کو تیار نہ ہوئے ، اور انہوں نے عالمِ اسلام کو متحد کرنے اور تیل سمیت دیگر وسائل کو بطورِ ہتھیار استعمال کرنے کا نہ صرف خواب دیکھا بلکہ اسکی عملی تعبیر کے لئے اپنی توانائیاں صرف کر کے منصوبہ بندی کی میرے نزدیک اب بھی حکومت کو دانش مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ملک کے اکثر عوام کے جذبات اور احساسات کو پیشِ نظر رکھ کر اپنی خارجہ حکمتِ عملی پر نظرِ ثانی اور اس میں تبدیلی پیدا کرنی چاہیئے ، ورنہ ہوسکتا ہے کہ عوامی رائے عامہ کا یہ سیلاب حکومت کو بھی بہا کر لے جائے اور یہ بات امریکہ کو بھی جان لینی چاہیئے کہ پورے عالمِ اسلام میں اس کے خلاف جو نفرت پیدا ہوئی ہے ۔اس کی حواری کٹھ پتلی حکومتیں رائے عامہ کے اس سیلاب کے سامنے کوئی بند نہیں باندھ سکتیں ۔

یہ بات بھی اب کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ امریکہ اندر سے کھوکھلا اور اقتصادی بحران کا شکار ہو چکا ہے اس وقت امریکہ ۱۸۰۰ بلین ڈالر کا مقروض ہے ۔ رواں مالی سال میں ۳۰۰ ارب ڈالر کے خسارہ کا بجٹ پیش کیا گیا جبکہ مختلف بین الاقوامی رپورٹوں کے مطابق امریکہ میں ۳۵ بنک دیوالیہ ہو چکے ہیں ،اس لئے اب خلیج میں امریکہ کرائے کے بدمعاشوں کی طرح پیسے کمانے کے چکر میں جنگ لڑ رہا ہے ۔لیکن امریکہ خلیج کی جنگ میں مسلمانوں کے خون سے جو ہولی کھیل رہا ہے اسے بہر نوع اسکی قیمت ادا کرنا پڑے گی ۔ پھر اس جنگ کے نتیجہ میں عالمی سطح پر جن تبدیلیوں کے آثار نمایاں ہونے لگے ہیں ان میں عرب ممالک میں بادشاہیوں کے خاتمہ کے علاوہ اگر خدانخواستہ امریکہ اور اسکے اتحادی اپنے مقاصد میں کامیاب ہوگئے تو پھر آئیندہ نشانہ ایران اور پاکستان ہوگا کیونکہ امریکی سامراج دُنیا کے نقشے پر کسی بھی اسلامی ملک کو ایٹمی قوت بنتا نہیں دیکھ سکتا ۔ پھر اس بات کا بھی قوی امکان موجود ہے کہ اگر امریکہ نے فتح کا منہ دیکھ لیا تو پھر وہ اس نشہ میں پاکستان سمیت تمام اسلامی ممالک کو مجبور کریگا کہ وہ اسرائیل کے ناسُور کو تسلیم کریں اور اگر اس موقع پر مُسلمان حکمرانوں نے دانشمندی کا مظاہرہ نہ کیا تو پھر شاید ان کے لئے امریکی مطالبہ کے سامنے سرخم کرنے اور اسرائیل کو تسلیم کرنے کے علاوہ کوئی چارہ باقی نہ ہوگا ۔

---

[1] یاد رہے کہ جنرل محمد ضیاء الحق شہید بھی امریکی سازش کا شکار ہوئے ۔ (ادارہ)

بشیر احمد عاجز قیصرانی (رحیم یار خاں)

خلیج کی جنگ

اہلِ مغرب نے لگا دی آگ تو بغداد کو
وہ مٹا سکتے ہیں کب اِس قوّتِ فولاد کو

ہو رہا ہے خاک و خوں میں آج غلطاں جو عراق
اے خدا اب ختم کر دے تو ہی اس اُفتاد کو

جل رہے ہیں شہر بھی اور بستیاں ویران ہیں
دے رہے ہیں وہ مجاھد بھی سبق جلّاد کو

دیکھ لے چشمِ فلک اب یہ تماشا بھی تو دیکھ
صاحبِ فیل آنے لگے کعبے کی اب اِمداد کو

اِک طرف بتیس ہیں اور اک طرف تنہا صدام
کیسے ہم جائز کہیں اِس ظلم و استبداد کو

کرتے ہیں اپنے لہو سے جو رقم تاریخ کو
وہ ہلا دیتے ہیں آخر ظلم کی بنیاد کو

صفحۂ ہستی سے عربوں کو مٹانے کے لئے
آزماتے ہیں فرنگی نو بہ نو ایجاد کو

اہلِ دل اور اہلِ ایماں سے ہے یہ میرا سوال
اُٹھ کھڑا ہو کوئی اب مظلوم کی اِمداد کو

جل اُٹھا ہے دل بھی عاجز آنسوؤں کی آگ سے
کاش کوئی تو سمجھ لے اب میری فریاد کو

نرخنامہ اشتہارات

نقیب ختم نبوّت

ٹائیٹل کا آخری صفحہ سالم	-/۱۰۰۰ روپے
ٹائیٹل دوسرا اور تیسرا صفحہ	-/۸۰۰ روپے
عام صفحہ (سالم)	-/۴۰۰ روپے
" " (۱/۲)	-/۲۰۰ روپے
" " (۱/۴)	-/۱۰۰ روپے

مستقل معاونین کے لئے خصوصی رعایت ہوگی۔

سید عطاء المحسن بخاری

"اینویں مان ترے تے کیتا"

★★

لیراں جوڑ میں کُڑتا سیتا
حمد شُکر دا پیالہ پیتا
پڑھ بسم اللہ کُڑتا پایا
انج میری سر اُچا کیتا
میں وڈیاں دے جا سنگ رلیا
حُقہ پانی رل کے پیتا
اونہاں میرا مان ودھایا
میں اُونہاں تے مان چا کیتا
اِک وڈا مینوں گھور کے تکے
میں سوچاں اُونہیں انج کیوں کیتا
اَجے میں سوچاں وِچ ای گم ساں
اونہیں کُڑتا لیراں کیتا،
"اینویں مان ترے تے کیتا"
دِل ٹُھگنے من موہنے پیتا

نیازی سواتی

مکھن لگا، مکھن لگا

ڈیڑھ فٹ کا ہے افسر، اگر
اُس کو تو چھ فٹ کا بنا
مکھن لگا، مکھن لگا

ہر وقت کہہ، سر جی اسے
یُوں بانس پہ اُس کو چڑھا
مکھن لگا، مکھن لگا

بن جا قُلی اُس کے لئے
سامان تُو اُس کا اُٹھا
مکھن لگا، مکھن لگا

اُلو کہے تجھ کو تو، کہہ
اچھا کہا، اچھا کہا
مکھن لگا، مکھن لگا

وہ دن کہے گر، رات کو
تُو اُس کی ہاں میں ہاں مِلا
مکھن لگا، مکھن لگا

پیچھے لٹکتی ہو اگر
پیچھے سے دُم اُس کی اُٹھا
مکھن لگا، مکھن لگا

بے ربط باتیں سُن کے بھی
ہر بات پہ کہہ، واہ وا
مکھن لگا، مکھن لگا

ہر وقت اُس کے ساتھ رہ
بن جا تُو اُس کا دُم چھلا
مکھن لگا، مکھن لگا

سگریٹ وہ جب پینے لگے
ماچس کو تو آگے بڑھا
مکھن لگا، مکھن لگا

ابوسفیان تائب
حاصل پور

آخری قسط

خلیفہ راشد امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

اس تقریر کے بعد حضرت معاویہؓ اپنے معاہدے کے مطابق پچاس لاکھ درہم نقد اور ایک لاکھ درہم سالانہ وظیفہ لے کر مدینۃ الرسول تشریف لائے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کہ "میرا یہ بیٹا سید ہے خدا اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا۔" پوری ہوگئی۔

حضرت حسنؓ کے ساتھ صلح کے بعد تمام مسلمانوں نے متفقہ طور پر حضرت معاویہؓ کو خلیفہ مقرر کر کے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور وہ تمام صحابہؓ بھی جو حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ کی بیعت سے کنارا کش ہوگئے تھے، حضرت معاویہؓ کی امامت و خلافت پر متفق ہوگئے اور بیعت کرلی۔ گویا کہ حضرت معاویہؓ کی خلافت پر اجماع امت ہوگیا۔ اس سال کو تاریخ عرب میں "عام الجماعت" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، کہ یہ وہ سال ہے کہ جس میں امت کا منتشر شیرازہ پھر مجتمع ہوگیا اور دنیا بھر کے مسلمانوں نے ایک خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ جب حضرت حسنؓ صلح کر کے مدینہ تشریف لائے تو ایک شخص نے حضرت معاویہؓ سے صلح کرنے پر آپ کو برا بھلا کہا تو آپ نے فرمایا "مجھے برا بھلا مت کہو کیونکہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رات اور دن کی گردش اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک...... معاویہؓ امیر نہ ہوجائیں۔ (البدایہ والنہایہ)

سیدنا حضرت امیر معاویہؓ بحیثیت حکمران

حضرت معاویہؓ کے امیر المومنین ہوجانے کے بعد جہاد کا وہ سلسلہ از سرنو شروع ہوگیا جو حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد بند ہوگیا تھا۔ آپ نے اہل روم سے جہاد کیا اور ان کے خلاف سولہ جنگیں لڑیں۔ آپ نے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ایک حصہ کو آپ گرمی کے موسم میں جہاد کیلئے روانہ فرمادیتے تھے پھر جب سردیوں کا موسم آتا تو آپ دوسرا تازہ دم حصہ جہاد کیلئے بھیجتے تھے اور آپ کی آخری وصیت بھی یہ تھی شد خناق الروم (روم کا گلا گھونٹ دو)

۴۹ھ میں آپ نے قسطنطنیہ کی جانب زبردست لشکر روانہ کیا جس کا سپہ سالار سفیان بن عوفؓ کو مقرر کیا۔ اور دوسرا لشکر اپنے بیٹے یزید کی ماتحتی میں بھیجا اس لشکر میں اجلہ صحابہ کرام حضرت ابوایوبؓ انصاری، حضرت ابن زبیرؓ، حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن جعفرؓ اور حضرت حسینؓ بن علی رضی اللہ عنہما جیسے اعاظم رجال اور بزرگان ملت شامل تھے۔ یہی وہ غزوہ ہے جس کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارک میں ہی پیش گوئی فرمادی تھی اور اس میں شریک ہونے والوں کے متعلق فرمایا تھا۔

پہلا لشکر جو قسطنطنیہ کا جہاد کرے گا ان کو بخش دیا جائے گا۔

دوسری حدیث یوں ہے۔

"کیا ہی اچھی وہ فوج ہوگی اور کتنا اچھا وہ امیر ہوگا جو ہرقل کے شہر قسطنطنیہ پر حملہ کرے گا اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری امت کے لوگ ہیں جو سمندر میں فی سبیل اللہ (جہازوں پر) سوار ہیں ان کی مثال یوں ہے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوں۔

(صحیح بخاری شریف باب الجہاد، باب غزوۃ فی البحر)

ر ۹۰۱۱ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان بشارتوں سے حضرت معاویہؓ کی بڑی فضیلت کا اظہار ہوتا ہے کہ انہوں نے ہی سب سے پہلے قبرص فتح کیا اور سب سے پہلے قسطنطنیہ پر جہاد کیا۔ علامہ ابن تیمیہ اور محدث المہلب اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ۔

"یہ حدیث حضرت معاویہؓ اور ان کے لڑکے اور تمام مجاہدین کی فضیلت میں ہے۔ کہ انہوں نے ہی سب سے پہلے بحری جہاد کیا۔

(فتح الباری ۲/۲۴۲، منہاج السنہ ۲/۲۵۲)

اس جنگ کی اہمیت کا اندازہ یوں بھی لگایا جاسکتا ہے کہ سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہ مدینہ سے دمشق تشریف لائے اور دمشق سے قسطنطنیہ کی مہم پر گئے اسی طرح حضرت ابو ایوبؓ انصاری کی شرکت بھی ایک تاریخی اہمیت رکھتی ہے کہ انتہائی کمزوری اور ضعیف العمری کے باوجود آپ اس غزوہ میں شریک ہوئے اور جب آپ کا وقت آخرت قریب ہوا تو سالار لشکر یزید بن معاویہؓ سے آپ نے فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ دشمن کی سرزمین میں جہاں تک لے جاسکو، آگے لے جاکر دفن کرنا۔ چنانچہ حسب وصیت یزید بن معاویہؓ آپ کا جنازہ لے کر چلا اور رومیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے قلعہ کی فصیل تک پہنچ گیا یہاں تک کہ خاص فصیل کے نیچے آپ کو سپرد خاک کیا۔ مسلمانوں کی یہ ہمت و جسارت دیکھ کر قیصر روم ششدر رہ گیا اس نے دھمکی دی "مسلمانو! تمہارے جانے کے بعد ہم یہ نعش نکال کر کتوں کو دے دیں گے۔" سالار لشکر یزید ابن معاویہؓ نے جواب میں للکارا "یہ ہمارے مقدس صحابی رضی اللہ عنہ کا جنازہ ہے، ہم یہاں ان کے حکم کی تعمیل کر رہے ہیں، خواہ اس میں ہم کو اپنی جانیں کیوں نہ دینی پڑیں..... اگر تو نے اس قبر کی ذرا بھی بے حرمتی کی، تو یاد رکھنا! میں عرب میں ایک نصرانی کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا اور نہ کوئی گرجا باقی رہنے دوں گا۔"

(العقد العزیز ۳/۱۳۳، تاریخ التواریخ ۶/۴۴)

قسطنطنیہ کے بعد امیر المومنین سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کے بحری لشکر نے جزیرہ روڈس کی طرف رخ کیا اور ۵۳ھ میں مشہور ماہر جنگ جنادہ ابن امیہ رضی اللہ عنہ، روڈس (سسلی) پر حملہ آور ہوئے یہ جزیرہ نہایت سرسبز و شاداب تھا یہاں زیتون اور انگور ہر قسم کے پھل بکثرت ملتے تھے۔ حضرت جنادہؓ نے اس کو فتح کیا اور یہاں مسلمانوں کی ایک بستی بسائی۔ فتح روڈس کے بعد ۵۴ھ میں دوسرا جزیرہ ارواد بھی فتح ہوا اور حضرت معاویہؓ کے حکم سے یہاں بھی ایک بستی بسائی گئی جو تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ علامہ ابن کثیرؒ کی تحقیق کے مطابق حضرت معاویہؓ کے عزم جہاد کا اندازہ اس طرح لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے بحر روم کو اسلامی بیڑے کی جولانگاہ بنا رکھا تھا اس کے امیر البحرون رات سمندر کی بپھری ہوئی موجوں سے کھیلتے رہتے تھے۔ بقول علامہ طبری صرف عبداللہ ابن قیس حارثی نے کم و بیش پچاس جنگیں لڑیں ہوں گی۔ غرضیکہ فتوحات کے لحاظ سے حضرت معاویہؓ کا عہد نہایت شاندار اور پرشوکت رہا۔ عین درمیان میں بیٹھ کر حضرت معاویہؓ نے ایک طرف بحر اوقیانوس اور دوسری طرف افغانستان و سندھ تک اپنی فتح کے جھنڈے گاڑ دیئے اور ایک اولوالعزم فرمانروا کی طرح کسی بھی مشکل سے نہیں گھبرائے بلکہ جو پتھر بھی ان کے راستے میں حائل ہوا اسے ایک ٹھوکر سے دور پھینک دیا۔ آپ نے چونسٹھ لاکھ پینسٹھ ہزار مربع میل کے وسیع و عریض رقبہ پر پھیلی ہوئی دنیا کی تاریخ میں سب سے بڑی اسلامی سلطنت پر بیس سال تک عدل و انصاف کا پرچم سربلند رکھا۔

امیر المومنین سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں مسلمانوں کی طاقت میں اضافہ ہوا۔ حضرت عثمانؓ غنی کے زمانہ سے باہمی خانہ جنگی کی وجہ سے فتوحات کا سلسلہ رک گیا تھا آپ کے عہد حکومت میں یہ سلسلہ پوری قوت سے جاری ہو گیا۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کے زمانے ہی میں بحری فوج قائم کرلی تھی اور عبداللہ ابن قیس حارثی کو اس کا افسر مقرر کیا تھا۔

اپنے عہد حکومت میں انہوں نے بحری فوج کو بہت ترقی دی۔ مصر و شام کے ساحلی علاقوں میں بہت سے جہاز سازی کے کارخانے قائم کئے۔ چنانچہ ۱۷۰۰ بحری جہاز رومیوں کا مقابلہ کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ بحری فوج کے کمانڈر جنادہؓ بن ابی امیہ تھے اس عظیم الشان بحری طاقت سے آپ نے قبرص، روڈس جیسے اہم یونانی جزیرے فتح کئے اور اسی بحری بیڑہ سے قسطنطنیہ کے حملہ میں بھی کام لیا گیا۔

ڈاک کا محکمہ سیدنا عمرؓ فاروق کے زمانے میں قائم ہو چکا تھا آپ نے اس کی تنظیم و توسیع کی۔ اور تمام حدود سلطنت میں اس کا جال پھیلا دیا آپ نے ایک نیا محکمہ "دیوان خاتم" کے نام سے بھی قائم کیا نیز آپ نے "خانہ کعبہ" کی خدمت کیلئے متعدد غلام مقرر فرمائے اور دیباو حریر کا بہترین غلاف "بیت اللہ" پر چڑھایا۔ آپؓ کل تقریباً اکتالیس سال امیرالمومنین رہے۔ حافظ ابن کثیرؒ آپ کے عہد حکومت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"آپ کے دور حکومت میں جہاد کا سلسلہ قائم رہا، اللہ کا کلمہ بلند ہوتا رہا اور مال غنیمت سلطنت کے اطراف سے بیت المال میں آتا رہا اور مسلمانوں نے راحت و آرام اور عدل وانصاف سے زندگی بسر کی۔ آپ تالیف قلب، عدل وانصاف اور حقوق کی ادائیگی میں نہایت احتیاط برتتے تھے۔ اسی وجہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے۔ "کہ میں نے حضرت عثمانؓ کے بعد حضرت معاویہؓ سے بڑھ کر کسی کو حق فیصلہ کرنے والا نہیں پایا۔"

(البدایہ والنہایہ ۱۳۵/۸)

حضرت ابو اسحاق السبیعی فرمایا کرتے تھے "اگر تم معاویہؓ کو دیکھتے یا ان کا زمانہ پا لیتے تو عدل وانصاف کی وجہ سے تم ان کو "مہدی" کہتے۔" اسی طرح ایک بار امام اعمشؒ کی مجلس میں حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز کا تذکرہ ہوا تو امام اعمشؒ فرمانے لگے "اگر تم معاویہؓ کے زمانہ کو پا لیتے تو تمہیں پتہ چل جاتا۔" لوگوں نے پوچھا ان کے حلم و بردباری کا؟ فرمایا "نہیں بلکہ ان کے عدل وانصاف کا۔" آپ کی ان ہی خوبیوں کی وجہ سے حضرت امام اعمشؒ آپ کو "المصحف" کے نام سے یاد کیا کرتے تھے۔

(العواصم من القواصم ۲۱۰)

امیرالمومنین سیدنا حضرت معاویہؓ کا دور حکومت ہر اعتبار سے ایک کامیاب دور شمار کیا جاتا ہے۔ آپ کے دور میں مسلمان خوشحال رہے اور انہوں نے امن وچین کی زندگی گزاری، آپ نے رعایا کی بہتری اور دیکھ بھال کیلئے متعدد اقدامات کئے جن میں سے ایک انتظام آپ نے یہ کیا کہ ہر قبیلہ اور قصبہ میں آدمی مقرر کئے جو ہر خاندان میں گشت کر کے یہ معلوم کرتے کہ کوئی بچہ تو پیدا نہیں ہوا؟ یا کوئی مہمان باہر سے آکر تو یہاں نہیں ٹھہرا....؟ اگر کسی بچے کی پیدائش یا کسی مہمان کی آمد کا علم ہوتا تو اس کا نام لکھ لیتے اور پھر بیت المال سے اس کیلئے وظیفہ جاری کر دیا جاتا تھا۔

(ابن تیمیہ منہاج السنہ ۱۸۵/۳)

امام بخاریؒ نے اپنی کتاب "الادب المفرد" میں بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حکم دیا تھا کہ دمشق کے غنڈوں اور بدمعاشوں کی فہرست بنا کر مجھے بھیجی جائے اس کے علاوہ آپ نے رفاہ عامہ کیلئے نہریں کھدوائیں جو نہریں بند ہو چکی تھیں انہیں جاری کروایا، مساجد تعمیر کروائیں اور عامۃ المسلمین کی بھلائی اور بہتری کیلئے اور کئی دوسرے اقدامات کئے۔ آپ کے ان اقدامات کی وجہ سے عوام بھی آپ سے محبت کرتے تھے اور آپ پر جان نثار کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔

ابن تیمیہؒ منہاج السنہ صفحہ ۱۸۹۔ جلد ۳ میں لکھتے ہیں۔ "حضرت معاویہؓ کا برتاؤ اپنی رعایا کے ساتھ بہترین حکمران کا برتاؤ تھا اور آپ کی رعایا آپ سے محبت کرتی تھی اور صحیحین بخاری و مسلم میں یہ حدیث ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہارے امراء میں سب سے بہتر امیر وہ ہیں کہ تم ان سے محبت کرتے ہو اور وہ تم سے، اور تم ان پر نماز پڑھتے ہو اور وہ تم پر۔" یہی وجہ تھی کہ اہل شام آپ پر جان نثار کرتے تھے اور آپ کے ہر حکم کی دل وجان سے تعمیل کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ اپنے لشکریوں سے مخاطب ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا "کیا یہ عجیب بات نہیں کہ معاویہؓ اکھڑ جاہلوں کو بلاتے ہیں تو وہ بغیر عطیہ اور داد و دہش کے اس کی پیروی کرتے ہیں اور سال میں دو تین بار جدھر چاہیں انہیں لے جاتے ہیں اور میں تمہیں بلاتا ہوں، حالانکہ تم لوگ عقلمند ہو اور عطیات پاتے رہتے ہو مگر تم میری نافرمانی کرتے ہو، میرے خلاف کھڑے

ہو جاتے ہو اور میری مخالفت کرتے رہتے ہو۔

(تاریخ طبری ۵/۱۴۸)

امیر المومنین سیدنا معاویہؓ پر آپ کی رعایا کے فدا ہونے کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ آپ رعایا کے ایک ادنیٰ فرد کی مصیبت اور اس کی تکلیف کو اپنی تکلیف محسوس کرتے تھے اور ان کی تکلیف دور کرنے میں کسی قسم کا کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑتے تھے۔ چنانچہ ایک واقعہ سے اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت ثابت جو سیدنا ابو سفیانؓ کے آزاد کردہ غلام تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

"میں روم کے ایک غزوہ میں حضرت معاویہؓ کے ساتھ شریک تھا' جنگ کے دوران ایک عام سپاہی اپنی سواری سے گر پڑا اور اٹھ نہ سکا تو اس نے لوگوں کو مدد کیلئے پکارا' سب سے پہلے جو شخص اپنی سواری سے اتر کر اس کی مدد کو دوڑا..... وہ حضرت معاویہؓ تھے۔"

(مجمع الزوائد منبع الفوائد ۹/۳۵۷)

حضرت معاویہؓ کے ان اوصاف اور آپ کے دور حکومت کی ان خصوصیات کا اعتراف عام مورخین کے علاوہ شیعہ مورخین کو بھی کرنا پڑا۔ چنانچہ شیعی مورخ امیر علی لکھتا ہے کہ۔

"مجموعی طور پر حضرت معاویہؓ کی حکومت اندرون ملک بڑی خوشحال اور پرامن تھی اور خارجہ پالیسی کے لحاظ سے بڑی کامیاب تھی۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت معاویہؓ عام مسلمانوں کے معاملات میں دلچسپی لیتے اور ان کی شکایات کو بغور سنتے اور پھر حتی الامکان انہیں دور فرماتے تھے۔"

(بحوالہ "حضرت معاویہؓ" حکیم محمود احمد ظفر سیالکوٹی)

امیر المومنین سیدنا حضرت معاویہؓ استحکام خلافت اور بقائے حکومت کے ساتھ ساتھ جہاد فی سبیل اللہ اور تبلیغ اسلام میں بھی سرگرم عمل رہے۔ آپ کے زمانے میں اسلام کی بڑی ترقی ہوئی۔ افریقہ کی فتوحات میں بے شمار بربری حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اسی طرح رومیوں کی بھی ایک بڑی تعداد مشرف بہ اسلام ہوئی۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ کے زمانے میں تبلیغ وجہاد کا سلسلہ براعظم افریقہ میں ساحل بحر اوقیانوس تک پہنچ گیا تھا۔ چنانچہ آپ کے بلند ہمت سپہ سالار حضرت عقبہؓ افریقہ کے اندرون ملک فتح کا پرچم لہراتے ہوئے ساحل سمندر تک پہنچ گئے جب زمین کہیں دکھائی نہ دی صرف پانی ہی پانی نظر آیا تو خدا کے حضور میں سجدہ ریز ہوگئے اور عرض کی

"خدایا..... اگر اس زمین کے پردے پر اس سمندر کے پیچھے بھی کوئی ملک ہے تو میں وہاں بھی جہاد کرنے اور سمندر میں گھوڑا بڑھا کر اس تک پہنچنے کے لئے تیار ہوں۔"

(بحوالہ معاویہؓ بن ابی سفیانؓ از سلام اللہ صدیقی صفحہ ۶۵۰)

امیر المومنین سیدنا حضرت معاویہؓ کے دور حکومت پر تبصرہ کرتے ہوئے شیعہ مورخ مسعودی لکھتا ہے۔

"معاویہؓ کا معمول تھا کہ نماز فجر کے بعد مسجد میں بیٹھ جاتے۔ یہ اجلاس بالکل عام ہوتا' کسی شخص کیلئے روک ٹوک نہ تھی امیر و غریب ادنیٰ و اعلیٰ پوری آزادی کے ساتھ آپ کی خدمت میں پہنچ کر اپنی عرضی پیش کرتے یا زبانی اپنی تکلیف بیان کرتے اور معاویہؓ فوراً اس کی دادرسی کا حکم دیتے' کوئی نقیب یا دربان اس وقت امیر کے ساتھ نہ ہوتا' انصاف کا دروازہ ہر خاص و عام کیلئے یکساں کھلا رہتا۔ معاویہؓ سرداروں اور امیروں سے فرماتے "کہیں کسی غریب پر ظلم و ستم ہوا ہو' یا کسی حقدار کا حق مارا گیا ہو تو مجھے بتلاؤ تاکہ میں اس کا استیصال کروں۔ تم لوگ شریف اور معزز ہو' تمہارا فرض ہے کہ غریبوں اور مظلوموں کا زیادہ خیال رکھو' میں اس شخص سے خوش ہوں گا جو غریب کی تکلیف مجھ سے آکر بیان کرے گا اور اس مغرور شخص پر میرا غصہ آئے گا جو مظلوم کی اعانت سے پہلو تہی کرے گا۔ میں خدا کے حضور اپنی رعایا کیلئے جوابدہ ہوں گا اگر تم مجھے

خبردار نہیں کرو گے تو حشر کے دن میری سزا میں تم بھی برابر کے شریک ہو گے۔"

(مروج الذہب)

سیرت و کردار

امیرالمومنین سیدنا حضرت امیر معاویہؓ پیکر حسن اخلاق اور انتہائی حلیم وبردبار تھے۔ علم وفضل میں بھی آپ بلند مقام پر فائز تھے۔ مشہور تابعی بزرگ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں۔

"اگر لوگ معاویہؓ کے اخلاق وافعال کو دیکھتے تو بے ساختہ کہہ اٹھتے کہ "مہدی" یہی ہیں "ہادی" یہی ہیں۔

(المنتقی ۲۳۳، حاشیہ العواصم ۲۰۵)

آپؓ کے حلم وبردباری کے متعلق خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"معاویۃ احلم امتی" میری امت میں معاویہؓ بڑے حلیم ہیں۔ ایک موقع پر سیدنا حضرت عمرؓ فاروق نے فرمایا تھا "معاویہؓ کی عیب جوئی سے مجھے معاف رکھو' وہ ایسا حلیم وبردبار شخص ہے کہ غصہ کے عالم میں بھی ہنستا رہتا ہے۔" حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے معاویہؓ سے زیادہ کسی کو حلیم وکریم نہیں پایا۔" حضرت معاویہؓ کا شمار صاحب علم واتقاء صحابہؓ میں ہوتا تھا۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ جیسے حبرالامت آپ کے تفقہ فی الدین کے معترف تھے۔ فہم قرآن پر بھی آپ کو عبور خاص حاصل تھا۔ آپ کے سینے میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی کافی ذخیرہ محفوظ تھا۔ کتب احادیث میں آپ سے ۱۶۳ روایتیں منقول ہیں اور بڑے بڑے صحابہ وحفاظ حدیث مثلاً ابن عباسؓ' ابن عمرؓ' ابوسعیدؓ خدری' ابوالدرداؓ' جریر ابن عبداللہؓ' نعمانؓ بن بشیرؓ سائب بن یزیدؓ وغیرہ حضرات نے آپؓ سے روایات نقل کی ہیں۔

فصاحت وبلاغت میں بھی آپ کو عروج کامل حاصل تھا۔ اپنی تقریر سے آپ بڑے بڑے مجمعوں کو مسحور کر لیتے تھے۔ ایک مرتبہ دوران خطبہ آپ نے ارشاد فرمایا۔

"لوگو! میری باتیں غور سے سنو' اس لئے کہ مجھ سے زیادہ اب دین ودنیا سے واقفیت رکھنے والا پھر تم کو کوئی نہیں ملے گا' نمازوں میں اپنے چہروں اور صفوں کو سیدھا رکھو ورنہ خدا تمہارے دلوں میں پھوٹ ڈال دے گا' اپنے کم عقل لوگوں کو قابو میں کرو' ورنہ خدا تم پر تمہارے دشمن کو مسلط کر دے گا' صدقہ کیا کرو کیونکہ کم مایہ آدمی کا صدقہ دولت مند کے صدقہ سے زیادہ افضل ہے۔ عفیفہ اور پاکدامن عورتوں پر تہمت نہ لگایا کرو کیونکہ آخرت میں اس کا مواخذہ کیا جائے گا۔

(البدایہ والنہایہ ۸/۱۳۴)

اس خطبہ میں آپ کی مدبرانہ وزاہدانہ زندگی کی جھلک نظر آتی ہے۔ حضرت معاویہؓ کی عبادتؓ بندگی کا حال حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ "معاویہؓ کی برائی نہ کرو' میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ راتوں کو اٹھ کر خدا کے حضور اپنی پیشانی رگڑتے ہیں۔" حضرت ابوالدرداؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ نہیں دیکھی سوائے معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کے۔"

(المنتقی ۳۸۹)

لبنان کا مورخ ابونصر لکھتا ہے کہ "سخاوت وفیاضی میں امیر معاویہؓ کا ہم پلہ کوئی نہ تھا۔ آپ کے خزانے کے دروازے دشمنوں اور دوستوں دونوں کیلئے یکساں طور پر کھلے رہتے تھے۔ وادودہش اور انعام واکرام کے ذریعہ آپ لوگوں کی تسخیر کرتے' کینوں اور بغاوتوں کو دور کرتے اور لوگوں کو مملکت کا فرمانبردار بناتے۔

شیعہ مورخ علامہ طقطقی لکھتا ہے۔

"بنوہاشم اور آل ابی طالب امیر معاویہؓ کے پاس جاتے اور وہ ان کی شاندار مہمان نوازی

کرتے، ان کی تمام ضروریات پوری کرتے، حالانکہ ان میں سے بعض لوگ اس کے عوض ان سے سخت گفتگو کرتے، جلتے، کٹتے لیکن معاویہؓ ان کی باتوں کو کبھی مذاق میں اڑا دیتے، کبھی ٹال جاتے اور اس کے جواب میں قیمتی تحائف اور بڑی بڑی رقمیں دیتے۔"

(الفخری ۹۴)

شروع شروع میں (جبکہ آپ شام کے گورنر تھے) حضرت معاویہؓ بڑی شان کے ساتھ رہتے تھے۔ دروازہ پر سنتری ہوتا، زرق برق لباس پہنتے اور شاندار گھوڑے پر سواری کرتے لیکن یہ سب کچھ عزت نفس کے لئے نہ تھا، رومیوں کو مرعوب کرنے کیلئے تھا۔ چنانچہ بعد کی زندگی (جبکہ آپ خلیفہ ہوئے) فقیر کی تمکنت اور امیر کی مسکنت کا نمونہ نظر آتی ہے۔ آپ عوام کے جھرمٹ میں بیٹھتے اور ان کی فریادیں سنتے، دسترخوان پر امیروغریب یکساں طور پر شامل ہوتے اور آپ ان کے ساتھ تناول فرماتے۔ معمولی خچر پر سواری کرتے اور پھٹا ہوا کپڑا پہنے بازاروں میں گھومتے۔ امام اوزاعیؒ کے شیخ امام یونسؒ بن میسرہ فرماتے ہیں "میں نے حضرت معاویہؓ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ خچر پر سوار تھے اور ان کا غلام ان کے پیچھے بیٹھا تھا اور اس وقت ان کے جسم پر جو کرتہ تھا اس کا گریبان پھٹا ہوا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک بار حضرت معاویہؓ دمشق کی جامع مسجد میں اس حال میں خطبہ دے رہے تھے کہ ان کی قمیص بوسیدہ ہو چکی تھی۔

(مروج الذہب ۳۲۳/۴، البدایہ والنہایہ ۱۳۵/۸، کتاب الزہد امام احمد بن حنبلؒ)

امام بخاریؒ لکھتے ہیں

"ایک مرتبہ کسی مجلس میں حضرت معاویہؓ تشریف لائے تو لوگ ادب سے اٹھ کر کھڑے ہونے لگے۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا جو شخص اس سے خوش ہوتا ہو کہ خدا کے بندے اس کی تعظیم میں کھڑے ہو جائیں تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

(ادب المفرد باب قیام الرجل)

حضرت امیر معاویہؓ گوناگوں صفات کے حامل تھے۔ اعلیٰ ترین سیاست دان اور بہترین مدبر تھے۔ آپ کی ذہانت وفراست کی تعریف خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی اور حضرت ابوبکرؓ صدیق و حضرت عمرؓ فاروق کو مخاطب کر کے فرمایا تھا

"تم لوگ معاویہؓ کو اپنے مشوروں میں شریک کر لیا کرو اور اپنے معاملوں میں ان کو گواہ بنا لیا کرو۔ فانه قوی امین یہ مضبوط امانتدار ہیں۔"

(مجمع الزوائد ۹/۳۵۶)

مصری مورخ محمد حسین ہیکل لکھتا ہے

"حضرت معاویہؓ ایک دانشمند شخص تھے، جن کی دانشمندی ان کی آنکھوں پر اغراض کا پردہ پڑنے نہیں دیتی تھی۔ حلیم الطبع تھے جن کی بردباری انہیں طاقت کے استعمال سے روکتی تھی اور بالغ نظر تھے جن کی حکومت سے لوگ مانوس ہو گئے تھے اور جنہوں نے اپنی خوش کلامی اور حسن تدبیر سے عوام کا دل موہ لیا تھا۔"

(عمرؓ فاروق اعظم ۳۵۷ محمد حسین ہیکل)

امیر المومنین سیدنا حضرت معاویہؓ نے صرف عوام کا ہی دل موہ نہیں لیا تھا بلکہ اپنے حسن تدبیر سے خلافت راشدہ کے اصول کو باقی رکھنے کی کوشش بھی کی تھی۔ صاحب تاریخ ملت تحریر فرماتے ہیں۔

"مسلمانوں کی خانہ جنگیوں سے خلافت راشدہ کی دلنواز و نظر افروز تصویر کا چوکھٹا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا، تاہم امیر معاویہؓ نے اپنے حسن تدبر سے اصل تصویر باقی رکھنے کی جو کوشش کی وہ ہر حال میں قابل داد ہے۔"

(تاریخ ملت ۳/۵۰)

ہمیں سیدنا معاویہؓ کے اقوال وارشاد میں حکمت وموعظت کے اشارے ملتے ہیں۔ آپ کا قول ہے

"شریف کیلئے اس کی زینت پاکدامنی ہے۔ تمام نعمتوں میں سب سے افضل عقل اور علم

ہے' عالم اور عاقل مصیبت میں صبر کرتا ہے' غصہ آتا ہے تو پی جاتا ہے' دشمنوں پر قابو پاتا ہے تو درگزر سے کام لیتا ہے' برائی سرزد ہوتی ہے تو معافی چاہتا ہے' وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا کرتا ہے۔ آپ لحیم وشحیم اور نہایت خوبصورت تھے' رنگ سرخ وسفید اور چہرہ بارعب وباوقار تھا' جس وقت عمامہ پہنتے اور سرمہ لگاتے تو بہت زیادہ حسین معلوم ہوتے تھے۔ آپ نے عادات عرب کے خلاف شادیاں بہت کم کی تھیں۔ میسون بنت بحدل کلبیہ سے آپ کے بیٹے یزید کی پیدائش ہوئی' فاختہ بنت قرظہ سے عبدالرحمن اور عبداللہ پیدا ہوئے اور تین بیٹیاں ہند' رملہ اور صفیہ پیدا ہوئیں۔

(سیر الصحابہ ۶/۱۴۴ کتاب المعارف ابن قتیبہ ۱/۲۰۵)

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت اہل بیت رضی اللہ عنہم

حضرت معاویہؓ کو سرکار دوعالم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے گہرا تعلق اور عشق تھا۔ آپ کا پیمانہ دل حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے لبریز رہتا تھا۔ چنانچہ حضرت معاویہؓ زندگی میں کبھی آپؐ کی خدمت سے جدا نہ ہوئے ہر وقت وفاشعاری' خدمت گزاری کے مواقع کی تلاش میں رہے یہاں تک کہ رحلت کے بعد بھی ان کی محبت وعقیدت کا وہی عالم رہا۔ ایک مرتبہ آپ مدینہ تشریف لے گئے تو ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔

"اماں.....! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔" ام المومنین رضی اللہ عنہا نے وہ تبرکات بھیج دیئے۔ آپ نے صندوق کھولا تو اس میں کملی شریف تھی اور موئے مبارک تھا۔ حضرت معاویہؓ نے بڑے ادب کے ساتھ کملی اپنے اوپر ڈال لی۔ پھر موئے مبارک کو غسل دیا اور اس کا پانی اپنے بدن پر چھڑکا اور جو بچا اسے پی گئے۔

(البدایہ والنہایہ ۸/۱۳۲)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی محبت وعقیدت کا یہ حال تھا اور اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کی محبت بھی آپ کے دل میں کچھ کم نہ تھی۔ سیرت نگار لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بڑی قدر کرتے تھے' انہیں دو دولاکھ کے نذرانے پیش کرتے تھے۔ ایک بار زیورات اور جواہرات سے بھرا ہوا صندوق بھیجا ام المومنین نے اسے قبول فرمالیا اور مدینہ کی غریب عورتوں اور لڑکیوں کو بلوا کر وہ زیورات ان میں تقسیم کر دیئے۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آپ کی جنگ ہو چکی تھی لیکن آپ کے دل میں ان کی طرف سے کوئی ملال نہ تھا۔ حضرت علیؓ نے اپنی زندگی ہی میں صلح کر لی تھی اور رشتے ناطے شروع ہو گئے تھے۔ چنانچہ حضرت معاویہؓ سیدنا حضرت علیؓ کی بڑی قدرو منزلت کرتے تھے۔ ایک بار حضرت علیؓ کے دوست ضرارؓ بن حمزہ تشریف لائے تو آپ نے بڑے خلوص کے ساتھ کہا کہ بھائی ضرارؓ میں آپ کی زبان سے علیؓ المرتضیٰ کے فضائل سننا چاہتا ہوں۔ انہوں نے معذرت کی تو آپ نے کہا تمہیں خدا کی قسم تم سناؤ۔ آخر انہوں نے بڑے فصیح وبلیغ انداز میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب پر ایک جامع تقریر کی۔ راوی کا بیان ہے کہ تقریر ختم ہوتے ہی حضرت معاویہؓ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور دیر تک روئے پھر حالت سنبھلی تو فرمایا "خدا کی قسم اے ابوالحسن (علیؓ المرتضیٰ) آپ پر خدا کی رحمتیں ہوں' واقعی آپ اتنے ہی افضل واعلیٰ تھے بلکہ زیادہ اور اس سے کہیں زیادہ۔ ایک بار خود فرمایا.....

"حضرت علیؓ شیر تھے' چودھویں رات کے چاند تھے' رحمت خداوندی کی بارش تھے۔" کسی نے پوچھا.....

"آپ افضل ہیں یا علیؓ .....؟" فرمایا: "علی رضی اللہ عنہ' کے قدم آل ابی سفیانؓ سے افضل ہیں۔" حضرت علیؓ کے جگر پاروں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما

کی قدرومنزلت اور محبت وشفقت بھی حضرت معاویہؓ دل وجان سے کرتے تھے۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ یہ شہزادے جب بھی امیر معاویہؓ کے پاس جاتے تو وہ ان کی عزت وتکریم کرتے، گراں بہا تحفے دیتے اور اپنے برابر تخت پر بٹھاتے۔ علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں۔

"حضرت معاویہؓ ان دونوں صاحبزادوں کو ایک مشت دو دولاکھ درہم عنایت فرماتے تھے۔ شیعی مورخ علامہ ابن الحدید نے لکھا ہے کہ معاویہؓ دنیا کے پہلے شخص ہیں جنہوں نے حسنؓ وحسینؓ کو دس دس لاکھ درہم سالانہ عطا کئے۔

(ریاض النضرہ ۲/۲۱۲، ابن عساکر ۴/۲۰۹، کتاب الناہیہ ۷۹، ابن کثیرؒ ۸/۱۳۷، ناسخ التواریخ ۶/۷۸، شرح ابن الحدید ۲/۸۲۳)

جس وقت حضرت حسنؓ کے انتقال کی خبر حضرت معاویہؓ نے سنی تو بہت رنجیدہ ہوئے۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اس وقت آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا...... "ابوالعباس (عبداللہ) خدا تم کو حسنؓ مجتبیٰ کی رحلت پر صبر جمیل عطا فرمائے۔"

(البدایہ ۸/۲۵۷)

ان صاحبزادوں سے آپ کی محبت وشفقت تادم آخر باقی رہی۔ امامیہ مجتہد ملاباقر مجلسی لکھتا ہے۔

"معاویہؓ کا وقت آخر قریب ہوا تو انہوں نے امام حسینؓ کے متعلق یزید کو وصیت کی...... "بیٹا! حسینؓ تیرے مقابلے میں آئیں تو ان سے درگزر کرنا، عزت ومحبت سے پیش آنا، وہ جگر گوشہ رسولؐ ہیں اور تیرے قرابت دار ہیں۔" امامیہ فاضل علی لکھتا ہے کہ امیر معاویہؓ کی حقیقی بھانجی لیلیٰ بنت مرہ حضرت امام حسینؓ کے عقد میں تھی جن کے بطن سے شہید کربلا علی اکبرؓ پیدا ہوئے۔

سیدنا حضرت امیر معاویہؓ جس طرح کا پیار اور محبت حضرات حسنینؓ سے فرماتے تھے اسی طرح عبداللہ ابن عباسؓ اور عبداللہ ابن جعفرؓ کے ساتھ بھی پیش آتے تھے۔ صاحب تاریخ الامت لکھتے ہیں کہ امیر معاویہؓ اپنے زمانہ میں ابن عباسؓ کی بہت تعظیم کرتے تھے اور ان کے ساتھ وہی محبت کرتے تھے جو ابوسفیانؓ کو عباسؓ کے ساتھ تھی۔ حضرت ابن عباسؓ حضرت امیر معاویہؓ کے بڑے مداح تھے ایک بار کسی نے حضرت معاویہؓ پر نکتہ چینی کی تو یہ بے ساختہ بول اٹھے...... "انہیں کچھ مت کہو، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیؓ ہیں، فقیہ اور مجتہد ہیں۔" ایک بار دمشق سے واپس آئے تو اہل مدینہ سے فرمایا "معاویہؓ کا حلم ان کے غضب پر اور فیاضی ان کے بخل پر غالب ہے، وہ صلہ رحمی کرتے ہیں قطع نہیں کرتے لوگوں کو ملاتے ہیں، جدا نہیں کرتے۔ میرے ساتھ ان کے تمام معاملات درست رہے اور انتہائی درست۔" حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہما بڑے بزرگ صحابی اور خاندان اہل بیت کے چشم وچراغ تھے۔ آغوش رسالت کے پروردہ حضرت جعفرؓ طیار کے لخت جگر تھے۔ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے داماد اور حضرات حسنینؓ کے بہنوئی تھے۔ حضرت امیر معاویہؓ ان سے تو بہت ہی زیادہ مشفقانہ برتاؤ کرتے تھے اور وہ ان سے حد درجہ مانوس تھے۔ چنانچہ یہ دمشق جاتے تو ایک ایک مہینہ وہاں رہ جاتے۔ ایک امامیہ مورخ لکھتا ہے۔

"ایک بار عبداللہ ابن جعفرؓ حضرت معاویہؓ کے ہاں قیام فرما تھے کہ ان کی اہلیہ کو بچہ تولد ہوا۔ اس ولادت پر حضرت معاویہؓ اتنا خوش ہوئے کہ دس لاکھ کی رقم عنایت فرمائی اور اس پر حضرت ابن جعفرؓ اتنا متاثر ہوئے کہ اس بچے کا نام "معاویہ" رکھ دیا۔ عبداللہ ابن جعفرؓ کے حضرت معاویہؓ سے اتنے زیادہ قریبی تعلقات اور رشتے ناتے تھے کہ انہوں نے اپنی صاحبزادی سیدہ ام محمد کا عقد حضرت معاویہؓ کے بیٹے یزید کے ساتھ کر دیا تھا۔"

(جلاء العینین ۱۸۶، کتب امامیہ، جلاء العیون ۵/۴۲۱، شہدائے کربلا ۶......۳، مطبوعہ امامیہ مشن لکھنؤ، طبری ۱۹/۱۳، تاریخ الامت ۷/۴)

سیدنا حضرت امام حسین ابن علی رضی اللہ عنہ ایک بار حضرت معاویہؓ کے پاس تشریف لے گئے تو جامع دمشق میں خطبہ دیتے ہوئے سیدنا حسینؓ نے فرمایا۔

"اے آل محمد کے گروہ! آخرت کے دن جو بھی کلمہ توحید پڑھتا ہوا آئے گا وہ بخش دیا جائے گا۔" حضرت معاویہؓ نے پوچھا...... "بھتیجے آل محمد کے گروہ میں کون لوگ ہیں...... ؟" تو فرمایا...... "جو ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ اور معاویہؓ کو گالی نہیں دیتے۔

(ابن عساکر ۳۱۲/۴)

وفات

امیر المومنین خلیفہ ششم سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی علم و عمل کی زندگی تھی۔ آپ سے جتنا کچھ بن پڑا آپ نے مسلمانوں اور عوام الناس کی اصلاح اور بہبود کیلئے کام کیا اور اس کیلئے اپنی پوری زندگی خرچ کر دی۔ بیس سال امارت اور انیس سال تین مہینے خلافت کرنے کے بعد ۶۰ھ میں جبکہ آپ عمر کی اٹھترویں منزل سے گزر رہے تھے، آپ کی طبیعت ناساز ہوئی اور پھر طبیعت مزید خراب ہوتی چلی گئی اور طبیعت کی یہی ناسازی مرض وفات میں تبدیل ہو گئی۔ اسی مرض وفات میں آپ نے خطبہ دیا۔ اس میں اور باتوں کے علاوہ آپ نے فرمایا "اے لوگو! بعض کھیتیاں ایسی ہیں جن کے کٹنے کا وقت قریب آچکا ہے۔ میں تمہارا امیر تھا میرے بعد مجھ سے بہتر کوئی امیر نہ آئے گا، جو آئے گا مجھ سے گیا گزرا ہی ہوگا۔ جیسا کہ مجھ سے پہلے جو امیر ہوئے وہ مجھ سے بہتر تھے۔" اس خطبہ کے بعد آپ نے تجہیز و تکفین کے متعلق وصیت فرمائی، فرمایا "کوئی عاقل اور سمجھدار آدمی مجھے غسل دے اور اچھی طرح غسل دے۔" پھر اپنے بیٹے یزید کو بلایا اور کہا...... "اے بیٹے! ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا، جب آپؐ ضروریات سے فارغ ہوتے یا وضو کرتے تو میں دست مبارک پر پانی ڈالتا، آپؐ نے میرا کرتہ دیکھا وہ مونڈھے سے پھٹ گیا تھا۔ فرمایا "معاویہؓ تجھے کرتہ پہنا دوں؟" میں نے عرض کیا "میں آپؐ پر قربان" ! ضرور ضرور......

چنانچہ آپؐ نے کرتہ عنایت فرمایا۔ مگر میں نے ایک مرتبہ سے زیادہ نہیں پہنا وہ میرے پاس اب تک موجود ہے۔ ایک دن...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال مبارک ترشوائے میں نے تھوڑے سے بال اور کترے ہوئے ناخن اٹھا لئے تھے وہ بھی آج تک میرے پاس شیشی میں رکھے ہوئے ہیں۔ دیکھو! جب میں مرجاؤں تو غسل کے بعد یہ بال اور ناخن میری آنکھوں کے حلقوں اور منہ اور نتھنوں میں رکھ دینا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ بچھا کر اس پر لٹانا اور کفن پہنانا۔ اگر مجھے کسی چیز سے نفع پہنچ سکتا ہے تو وہ یہی ہے۔" آپ نے یہ وصیت کی اور وسط رجب (۲۲ رجب) ۶۰ھ کو علم، حلم، تدبر، عزم، فضل و کمال اور رشد و ہدایت کا یہ آفتاب ہمیشہ کیلئے غروب ہو گیا۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

سیدنا حضرت معاویہؓ کے انتقال کی خبر پورے دمشق میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی، لوگوں کے چہروں کا رنگ بدل گیا ہر طرف اداسی و مایوسی نظر آنے لگی۔ دیکھتے ہی دیکھتے سارا شہر دار الخلافہ کی طرف امڈ آیا۔ لوگوں کو تسلی و تشفی دینے کے لئے حضرت ضحاکؓ بن قیس باہر تشریف لائے اور با آواز بلند فرمایا "اے لوگو...... ! معاویہؓ عرب کے سالار، عرب کی طاقت، عرب کے سرمایہ ناز تھے۔ خدا نے ان کے ذریعہ فتنہ رفع کیا، ان کو فرمانروا بنایا اور ان کے ہاتھوں فتوحات کیں۔ افسوس...... آج وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔" حضرت ضحاکؓ بن قیس نے سیدنا حضرت معاویہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی اور دمشق کے باب الصغیر میں آپ کی تدفین ہوئی۔ جس وقت یہ خبر مدینہ پہنچی تو وہاں بھی رنج و غم کی فضا چھا گئی۔ سیدنا حضرت حسینؓ نے "اناللہ وانا الیہ راجعون" پڑھا، بخشش و مغفرت کی دعا کی اور از راہ تعزیت والی مدینہ ولید بن عقبہ اموی سے فرمایا "خدا اس مصیبت پر تم کو اجر عظیم عطا فرمائے۔"

حضرت عبد اللہؓ ابن عباس کھانا تناول فرما رہے تھے، سنتے ہی دستر خوان اٹھوا دیا اور حاضرین دستر خوان سے فرمایا "اللہ کی قسم معاویہؓ ان لوگوں کے مثل تو نہ

تھے جو ان سے پہلے (خلفاء راشدین) گزر گئے۔ پھر بھی ان کے بعد اب ان کے مثل کوئی نہیں' خدایا...... تومعاویہؓ پر باران رحمت نازل فرما' وہ ہم میں اور ہمارے چچیرے بھائیوں (بنوامیہ) میں بڑے دانشور اور بزرگ تھے۔ اگرچہ ہم لوگوں میں تلواریں چلیں اور باہمی کشمکش ہوئی لیکن ہم ان جیسا کس کو پائیں گے اور نہ وہ ہمارے جیسا کسی کو پائیں گے۔"

(ابن عبدالبر الاستیعاب تحت الاصابہ ۳/۳۷۸' طبری ۷/۲۰۲' ابن خلدون ۵/۵۶' الامامت والسیاست ۲۱۳' بلاذری ۴/۳)

علامہ ابن اثیرؒ نے اپنی تاریخ کامل جلد ۴ صفحہ ۵ پر لکھا ہے کہ "ایک مرتبہ عبدالملکؒ بن مروان حضرت معاویہؓ کی قبر کے قریب سے گزرے تو کھڑے ہوگئے اور کافی دیر تک کھڑے رہے اور دعائے خیر کرتے رہے۔ ایک آدمی نے پوچھا کہ یہ کس کی قبر ہے؟ عبدالملک بن مروان نے جواب دیا...... یہ اس شخص کی قبر ہے کہ جب بولتا تو علم و تدبیر کے ساتھ بولتا تھا اور اگر خاموش رہتا تو علم و بردباری کی وجہ سے خاموش رہتا تھا۔ جسے دیتا اسے غنی کر دیتا' جس سے لڑتا اسے فنا کر ڈالتا۔"

حضرت معاویہؓ صحابہؓ کرام' آئمہ عظامؒ اور علماءؒ اُمت کی نظر میں

سیدنا عمرؓ فاروق :

"جب امت میں تفرقہ اور فتنہ برپا ہو تو تم لوگ معاویہؓ کی اتباع کرنا اور ان کے پاس شام چلے جانا۔ معاویہؓ کی عیب جوئی سے مجھے معاف رکھو۔ حضرت عمرؓ سے صحابہؓ کرام کی ایک جماعت نے فرمایا..... آپ کے ساتھیوں میں معاویہؓ بے مثال ہیں۔"

(تطہیر الجنان ۳۷' ازالۃ الخفاء ۲/۷۵' اعلام الاسلام ۳۶۹' طبقات ابن سعد)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ :

"حضرت عثمانؓ کے بعد میں نے معاویہؓ جیسا عادل اور حقانی فیصلے کرنے والا نہیں دیکھا۔"

(البدایہ ۸/۱۳۸)

حضرت ابو دردا ابن عامرؓ :

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نماز پڑھنے والا معاویہؓ ابن ابی سفیانؓ کے سوا کوئی نہیں دیکھا۔"

(منہاج السنہ' ابن تیمیہؒ ۳/۱۸۵)

حضرت عبداللہؓ ابن عمرؓ :

"میں نے حضرت معاویہؓ سے بڑھ کر کسی کو سردار نہیں پایا۔"

(استیعاب ۱/۲۶۲)

حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ :

"میں نے معاویہؓ سے بہتر حکومت کیلئے موزوں کسی کو نہیں پایا۔"

(تاریخ طبری ۲/۲۱۵)

حضرت عمیر بن سعدؓ :

"اے لوگو! معاویہؓ کا ذکر بھلائی سے کرو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہادی اور مہدی کے لقب سے نوازا۔"

(ترمذی باب فضائل معاویہؓ)

امام احمد بن حنبلؒ :

"تم لوگ حضرت معاویہؓ کے کردار عمال کو دیکھتے تو بے ساختہ کہہ دیتے کہ مہدی ہیں۔"

(حاشیہ العواصم ۲۰۵)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ :

"البدایہ والنہایہ میں ہے کہ حضرت عمر بن

عبدالعزیزؒ سیدنا معاویہؓ کا بے حد احترام کرتے تھے اور ان کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو کوڑوں سے پٹواتے تھے۔ "

امام اعظم ابو حنیفہؒ :

" حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ میں ابتدا نہیں کی۔ "
(المنتقی ۲۵۱)

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ :

" آپ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت معاویہؓ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ تو آپ نے فرمایا حضرت معاویہؓ کے گھوڑے کے سموں کا غبار جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اڑا، عمر بن عبدالعزیزؒ سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ "
(مکتوبات مجدد بحوالہ حضرت معاویہؓ از سلام اللہ صدیقی)

حضرت امام مالکؒ :

" حضرت معاویہؓ کو برا کہنا ایسا ہی ہے جیسا حضرت ابو بکرؓ صدیق اور حضرت عمرؓ فاروق کو برا کہنا۔ "
(صواعق المحرقہ ۱۵۵)

قاضی عیاضؒ :

" سیدنا معاویہؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیؓ اور برادر نسبتی ہیں۔ کاتب رسول اور وحی الہٰی کے امین ہیں۔ جو انہیں برا کہے اس پر خدا، رسول اور فرشتوں کی لعنت۔ "
(الشفاء ۹۵)

امام بخاریؒ :

" آپ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب " بخاری شریف " میں حضرت معاویہؓ کے فضائل ایسے اعلیٰ انداز میں بیان فرمائے ہیں کہ انہوں نے روافض کا سر کچل کے رکھ دیا۔
(فتح الباری ۸۳/۷)

آپ کی دینی خدمات کی وجہ سے عوام آپ سے محبت کرتے تھے، اور آپ پر جان نثار کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہتے تھے (البدایہ والنہایہ)

سید عبدالقادر جیلانیؒ :

" میں معاویہؓ کے راستے میں بیٹھا ہوں اور ان کے گھوڑے کی دھول اڑ کر مجھ پر پڑ جائے تو میں سمجھوں گا کہ یہی میری نجات کا وسیلہ ہے۔ "
(امداد الفتاویٰ ۱۲۳/۴)

امام ربیع بن نافعؒ :

" حضرت معاویہؓ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان پردہ ہیں، جو یہ پردہ چاک کرے گا وہ تمام صحابہؓ پر لعن طعن کرنے کی جرات کر سکے گا۔ "
(خلاصہ غنیۃ الطالبین ۱۷۱/۱)

ملا علی قاریؒ :

" حضرت معاویہؓ مسلمانوں میں سب سے اول اور سب سے افضل بادشاہ ہیں اور امام برحق ہیں ان کی برائی میں جو روایتیں ہیں وہ سب وضعی اور جعلی ہیں۔ "
(الموضوعات الکبیر ۱۶۹ تا ۱۷۱)

حضرت مجدد الف ثانیؒ :

" حضرت معاویہؓ کا حضرت علیؓ سے لڑنا اجتہاد پر مبنی تھا، اور یہ اہلسنت کے عقائد میں سے ہے۔ اور یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ حضرت معاویہؓ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے پورا کرنے میں خلیفہ عادل تھے۔ رہا اختلافات کا مسئلہ تو اس میں وہ تنہا نہ تھے۔ بلکہ نصف صحابہؓ کی تائید انہیں حاصل تھی۔ "
(از مکتوبات)

حضرت شاہ ولیؒ اللہ محدث دہلوی :

" تم لوگ معاویہؓ کی بدگمانی سے بچو، کہ وہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں اور زمرہ صحابہؓ میں بڑی فضیلت والے ہیں۔ خبردار! ان کی بدگوئی میں پڑ کر گناہ کے مرتکب نہ ہونا۔ "
(ازالۃ الخفاء ۱۱۳/۱)

علامہ خطیب مصریؒ :

"حضرت علیؓ مرتبے میں حضرت معاویہؓ سے افضل ہیں۔ لیکن حضرت معاویہؓ اور حضرت علیؓ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیؓ بلکہ مملکت اسلامیہ کے ستونوں میں سے دو ستون ہیں۔ جو کچھ فتنہ و فساد ان کے مابین ہوا، اس کا پورا گناہ سبائی فتنہ کے ذمہ ہے۔"

(المنتقیٰ ۲۵۱)

حضرت مولانا رشید احمدؒ گنگوہی :

"حضرت معاویہؓ کا شمار ان عظیم المرتبت صحابہؓ میں ہوتا ہے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے منفرد حصہ پایا۔"

حضرت مولانا اشرف علیؒ تھانوی :

"بعض لوگ غلط فہمی سے حضرت معاویہؓ کو جلیل القدر صحابہؓ سے الگ کر دیتے ہیں ان کی یہ تقسیم سراسر ناانصافی پر مبنی ہے۔"

حضرت سید نذیرؒ حسین دہلوی :

"حضرت معاویہؓ نے کفر کی حالت میں بھی کبھی اسلام کے خلاف تلوار نہیں اٹھائی۔ اور قبول اسلام کے بعد آپ نے اسلام کی بے مثال خدمت کی۔"

مولانا احمد رضاؒ خان بریلوی :

"جو حضرت معاویہؓ پر طعن کرے، وہ جہنمی کتوں میں سے ایک کتا ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز حرام ہے۔ [حضرت معاویہؓ خلیفہ راشد تھے] ملفوظات حصہ سوم، ص ۷۱

(احکام شریعت ۶۹، ۱/۹۱)

سیدنا معاویہؓ غیر مسلم مغربی مورخین کی نظر میں

کولمبیا انسائیکلوپیڈیا :

"امیر معاویہؓ جو دولت بنی امیہ کے بانی ہیں، اسلام کے عظیم ترین مدبروں میں سے تھے۔ پیغمبر اسلامؐ کے سیکرٹری (کاتب) تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کے دور میں ایک نمایاں جرنیل بن گئے۔ معاویہؓ کی پالیسی ہمیشہ بردبارانہ رہی اور ہمیشہ روشن دماغی سے امور مملکت سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے اسلامی مملکت کو پھر نمایاں طور پر یکجہتی بخشی۔" (۱۲۱۹)

پروفیسر ہٹی

"ہٹی موجودہ عرب دنیا کا سب سے بڑا مورخ تصور کیا جاتا ہے۔ اس کی اسلام دشمنی کو تاریخ کا ہر طالبعلم جانتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود سیدنا معاویہؓ کے کمالات و فضائل کا اسے بھی اقرار کرنا پڑا۔ وہ اپنی مشہور کتاب میں لکھتا ہے...... "معاویہؓ میں سیاسی حس اپنے سے قبل تمام خلفاء سے قریباً زیادہ ہی تھی۔" "عرب مورخین کے نزدیک ان کی سب سے بڑی خوبی "حلم و بردباری" تھی۔ یعنی وہ غیر معمولی قابلیت جس سے کہ طاقت کا استعمال صرف اسی وقت کیا جاتا، جب وہ انتہائی ضروری ہوتا ورنہ ہر موقع پر نرمی اور بردباری سے کام لیا جاتا۔ وہ اپنی نرمی اور ملائمت سے دشمن کو غیر مسلح کر دیتے تھے۔ ان کا دیر سے غصہ میں آنا اور اپنے آپ پر مکمل ضبط انہیں ہر موقع پر کامیاب و کامران بنا دیتا تھا۔ چنانچہ وہ خود کہتے ہیں......

"میں اس جگہ اپنی تلوار استعمال نہیں کرتا جہاں میرا کوڑا کام دیتا ہے۔ اور جہاں میری زبان سے کام بنتا ہے وہاں میں اپنا کوڑا استعمال نہیں کرتا اور جہاں میرے اور لوگوں کے درمیان ایک بال برابر بھی رشتہ قائم ہو میں اسے نہیں توڑتا۔ کیونکہ جب وہ اسے کھینچتے ہیں تو میں ڈھیلا کر دیتا ہوں اور جب وہ ڈھیلا کرتے ہیں تو میں کھینچ لیتا ہوں۔" پروفیسر ہٹی آگے لکھتا ہے "ان سب خوبیوں کے باوجود معاویہؓ کئی مورخین کی نگاہ میں پسندیدہ نہیں ہیں۔ وہ انہیں اسلام میں پہلا "ملک" (بادشاہ) سمجھتے ہیں۔ حالانکہ عرب مورخین کے نزدیک یہ لقب نہایت ناپسندیدہ ہے۔" مورخین کے خیالات پر ان تنگ نظر لوگوں کا عکس ہے جو انہیں خلافت نبوت تبدیل کرنے

والا سمجھتے ہیں۔ اسلامی تاریخ نے جو کہ زیادہ تر عباسی عہد خلافت میں شیعی اثرات کے تحت مرتب کی گئی ہے' ان کے دینی کمالات کو قابلِ اعتراض اور مشکوک بنا دیا ہے۔ ابن عساکر کی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایک بہترین مسلمان تھے۔ آپ نے اپنے بعد کے آنے والے اموی خلفاء کے لئے حلم و بردباری' شجاعت و بسالت' دانائی وزیرکی اور تدبیر و سیاست کے بہت سے اصول چھوڑے' جن پر کچھ خلفاء نے عمل بھی کیا۔ وہ فرمانرواؤں میں سے بہترین فرمانروا تھے۔

(ہسٹری آف دی عربز۔ صفحہ ۱۹۷' ۱۹۸)

حقیقت سے چشم پوشی تو کی جا سکتی ہے' لیکن حقیقت کو بناوٹ اور جھوٹ کے مکروہ پردوں میں چھپایا نہیں جا سکتا کیونکہ یہ وصف حقیقت ہے کہ وہ کبھی نہ کبھی آشکارا ہو کر رہتی ہے۔ خال المسلمین (مسلمانانِ امت کے ماموں) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر نسبتی' قاتل سبائیت ورافضیت' خلیفہ برحق' امیرالمومنین و امام المتقین راشد خلیفہ ششم سیدنا و مولانا حضرت امیر معاویہؓ سلام اللہ و رضوانہ تاریخ اسلام میں رفعت و عظمت کی انتہائی سربلندیوں پر فائز فدائے اسلام اور محبوب شارح اسلام علیہ السلام ایک ایسی بے لوث و بے داغ شخصیت ہیں کہ آپ کے سنہری فضائل و کمالات کا انکار دوپہر میں چمکتے ہوئے سورج کا انکار کرنے کے مترادف ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ تاریخ اسلام میں جس قدر مظلوم شخصیت سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کی ہے' شاید ہی کسی اور کی ہو۔ ان کے دشمنوں نے جتنی روایتیں انہیں بدنام کرنے کیلئے وضع کی ہیں شاید ہی کسی اور کے لئے کی ہوں۔ شاہ معین الدین احمد ندوی لکھتے ہیں۔

"بنی عباس کی حکومت قائم ہوئی تو وہ سب بنوامیہ خصوصاً امیر معاویہؓ کے دشمن تھے اور تاریخ کا آغاز اسی زمانہ میں ہوا' اس لئے بہت سی روایتیں جو عرصہ سے زبانوں پر چڑھی چلی آ رہی تھیں تاریخوں میں داخل ہو گئیں۔ ابن جریر طبری بھی اپنی کتاب غلط روایات سے محفوظ نہ رکھ سکا۔"

(سیر الصحابہ ۹۳' ۶/۹۴)

علامہ اسلم جیراجپوری بھی لکھتے ہیں "بنوعباس چونکہ بنوامیہ کے سخت ترین مخالف اور دشمن تھے اور تاریخ کی کتابیں عہد عباسیہ میں لکھی گئیں' اس لئے بنوامیہ اور امیر معاویہؓ کے متعلق وہ روایتیں جو ان کے دشمنوں نے تراشی تھیں' ان کتب میں درج کر لی گئیں۔ اس لحاظ سے بنوامیہ کی تاریخ یکطرفہ ہم تک پہنچی ہے۔" بنوامیہ کی بڑی بڑی اسلامی مہموں کو بد دیانتی کے دبیز پردوں میں چھپا دیا گیا۔ ایک سازش کے تحت ایسی ایسی جھوٹی اور من گھڑت روایات گھڑی گئیں کہ جن کا تصور بھی محال ہے۔ حالانکہ حضرت معاویہؓ کا دور حکومت اسلامی تاریخ کا وہ سنہرا دور ہے جس کی مثالیں ۱۴۰۰ سال کی اسلامی تاریخ میں نہیں ملتی۔

سیدنا حضرت معاویہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رفیق' برادر نسبتی اور بڑے بلند مقام صحابیت پر فائز جانثار ساتھی تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر نے ان کو جنتی کہہ کر ان کی عدالت و دیانت پر مہر ثبت کر دی۔ ان کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی بھی بہت بڑا گناہ اور سیکڑوں برس کی عبادت کو ضائع کر دینے کے مترادف ہے۔ اس لئے تاریخ کی ہر ایسی روایت کو نظرانداز کر دیا جائے جو صحابیتؓ کا تقدس مجروح کرتی ہو۔ کیونکہ قرآن و حدیث کی واضح ہدایات کے مقابلہ میں ان بے بنیاد روایات کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ سیدنا ابوبکرؓ صدیق سے لے کر حضرت وحشیؓ بن حرب تک کوئی صحابیؓ بھی خود غرض نہیں۔ بلکہ تمام صحابہؓ "محفوظ عن الخطا" نیک نیت' صاحب عدالت یعنی حق وانصاف پر قائم تھے اور آخر دم تک رہے۔ یہی عقیدہ برحق ہے اور اسی پر اجماع امت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام مسلمانوں کو ازواجؓ واصحابؓ رسول اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کی سچی محبت نصیب فرمائے اور ان مبارک ہستیوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت میں بھی انہیں کا ساتھ نصیب فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

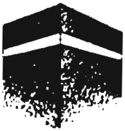

صحابۂ کرامؓ کے بارے میں لفظ "بغاوت" کی سہواً اشاعت پر ہم اللہ سے معافی مانگتے ہیں، کیا

ناقدِ موعود، قاضئ چکوال بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں رکیک الفاظ کے استعمال پر معافی مانگنے کو تیار ہیں ؟

محترم مدیر صاحب ——— السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ کے بارے میں لفظِ "بغاوت" استعمال کرنا مناسب نہیں ہے۔ نقیبِ ختم نبوت میں شائع ہونیوالے میرے مضمون سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ میں یہ لفظ سلام اللہ صدیقی کی کتاب معاویہ بن ابی سفیانؓ کے صفحہ ۲۴ سے سہواً نقل ہوگیا ہے۔ جس پر میں اللہ تعالیٰ سے صدقِ دل سے معافی کا خواستگار ہوں اور سیدنا طلحہ و سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما کی مقدس رُوحوں سے بھی معذرت خواہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام صحابہ کی سچی محبت نصیب فرمائے۔ آمین! ابوسفیان تائب حاصلپور ۳ شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ

۱۹ فروری ۱۹۹۱ء

ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے گزشتہ شمارہ فروری ۱۹۹۱ء میں ادارہ کے رفیقِ فکر جناب ابوسفیان تائب کا ایک مضمون، "خلیفہ راشد امیرالمومنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ" شائع ہوا لیکن صفحہ ۱۵ کی سطر ۲ پر سیدنا طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف سے سیدنا علیؓ کی بیعت توڑنے کے واقعہ کی ذیل میں لفظ "بغاوت" اور صفحہ ۱۶ کے تیسرے پیراگراف میں سیدنا معاویہؓ کی نسبت "غدر" کا لفظ سہواً نقل ہوگیا ہے۔

ادارہ کو اپنی غلطی کا اعتراف ہے۔ ہم اللہ کی بارگاہ میں اپنی اِس غلطی پر معافی مانگتے ہیں۔ اور اپنے قارئین سے بھی معذرت کرتے ہیں۔ الحمدللہ! ہمارا ایمان ہے کہ صحابۂ کرامؓ کی جماعت جرح و تنقید سے ماوراء ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں روزِ حشر شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے شرمساری سے بچائے اور ان کی معیت نصیب فرمائے۔ آمین!

قارئین کو بخوبی علم ہے کہ پاکستان میں صحابۂ کرام کے بے رحم اور ظالم ناقد قاضی مظہر چکوالی اپنی بے مغز تقریروں اور متعفن تحریروں کے ذریعہ سیدنا معاویہ اور اُن کے اعوان و انصار صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں مسلسل ہرزہ سرائی میں

مصروف ہیں۔ موصوف سبائیت کا جدید ایڈیشن ہیں اور مؤمنین اہلِ سنت کی جماعت میں رافضیوں کے ایجنٹ ہیں وہ "فری میسنر" میں اور صحابہؓ کی خطا شماری پر باُمشاہرہ مامور ہیں ۔

موصوف نے اپنے حلقۂ احباب میں ہمارے خلاف زہریلا پروپیگنڈا شروع کر دیا اور ہماری خطاء کو تنقیدِ صحابہؓ کے اپنے باطل مؤقف کے حق میں استعمال کرنے کی سعیٔ مذموم کی ۔

قارئین! ہم تو اللہ کی بارگاہ میں سربسجود ہو کر اپنی غلطی کے اعتراف کے بعد عنداللہ و عندالناس اب اس گناہ سے بری الذمہ ہیں مسلمانوں کے گناہوں اور خطاؤں کا شمار تو قاضی چک والی کے نصیبِ اختیار میں ہے مگر ستار العیوب اور غفار الذنوب اللہ کی ذات ہے اور اللہ جل شانہٗ اس سلسلہ میں اُن سے مشورہ کے پابند بھی نہیں اس لئے بارگاہِ الٰہی میں ہماری مغفرت تو یقینی ہے۔ انشاء اللہ ۔

کیا نام نہاد وکیلِ صحابہؓ اور صُورتاً "وحقیقتاً" ناقدِ صحابہؓ چک والی صاحب سیدنا معاویہؓ، سیدنا ابو موسیٰ اشعری اور دیگر کئی جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں رکیک الفاظ کے استعمال پر معافی مانگنے کو تیار ہیں ؟

ہماری دُعا ہے کہ اللہ جل شانہٗ انہیں تنقیدِ صحابہؓ کے شرمناک نظریہ سے رجوع اور توبہ استغفار کی توفیق نصیب فرمائے اور ان کے وجودِ نامسعود سے جو گمراہی پھیل رہی ہے اُسے ہدایت میں تبدیل فرمائے۔ (آمین)

بقیہ از صفحہ ۳

باتوں باتوں میں ابھائے رکھتا ہے اسے مقصد سے ذرا بھی تعلق نہیں ہوتا۔ یورپ اور دیگر غیر ممالک میں تم نے اسلام کے نام پر بھاری چندے وصول کئے وہاں انجمن احمدیہ کو ایک اسلامی انجمن قرار دیا۔ ربوہ کو ایک اسلامی جماعتی مرکز قرار دیا ورنہ حقیقت میں تمہیں مرزائے قدنی سے جو ربط ہے وہ سرکار مدنی سے نہیں ہے۔ اس کا منہ بولتا ثبوت وہ جلسہ اور لوائے احمدیت اور تحریک خلافت ہے جسے چشم گنہگار نے بچشم خود ملاحظہ کر لیا۔

لاکھوں غریب بے کس۔ طلباء۔ ملازمین۔ سادہ لوح ان کے فریب میں آ چکے ہیں۔ خدا بھلا کرے مجلس احرار اسلام کا اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا اور کارکنان تحریک تحفظ ختم نبوت کا اور دیگر علماء کا جنہوں نے اس فتنہ کو واضح کیا ہے اور انکو کافر قرار دلوایا۔ اگرچہ قانون تو بن گیا لیکن زیرِ زمین یہ آگ بدستور جل رہی اور اپنی لپیٹ میں کئی سادہ لوحوں کو لے رہی ہے ہمیں اس سے ہوشیار ہونا چاہئے۔ وما علینا الا البلاغ

بقیہ از صفحہ ۲

دلچسپی لینے والے تھے۔ علاوہ ازیں علاقہ میں دیگر احباب کے ہاں بعض بچوں کی اموات بھی ہوئی ہیں ۔

اللہ جل شانہٗ تمام مرحومین بزرگوں، عزیزوں اور مہربانوں کی مغفرت و بخشش فرمائے اور انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائیں۔ لواحقین کو صبرِ جمیل عطاء فرمائیں۔ ہم تمام مرحومین کے لواحقین سے تعزیتِ مسنونہ کرتے ہیں۔ اور اُن کے دُکھ میں شریک ہیں۔ (ادارہ)

حضرت مولانا محمد عبدالحئی (فاضل دیوبند)
محمدی جامع مسجد جام پور

ہم نے بھی ربوہ دیکھا
آنکھیں میری باقی ان کا

غالباً ۱۹۵۸ء کی بات ہے مرزائی روزنامہ الفضل (ربوہ) میرے زیر مطالعہ رہتا تھا۔ دل میں خیال آیا کہ ربوہ کا سالانہ جلسہ جسے قادیانی حج کا درجہ دیتے ہیں بچشم خود دیکھنا چاہئے۔ اور امت مرزا اور انکے کارناموں کا قریب سے مشاہدہ ہونا چاہئے۔ تب ربوہ میں کسی مسلمان کے بلا اجازت رہنے کا تصور بھی نہ تھا چنانچہ میں نے پہلے ایک خط دفتر جلسہ سالانہ کو لکھا کہ

۱۔ میں ایک سنی العقیدہ مسلمان ہوں، ختم نبوت کا قائل ہوں، کیا مجھے تمہارے سالانہ جلسہ میں شرکت اور شمولیت کی اجازت ہوگی۔

۲۔ چونکہ میں مسلمان ہوں مجھے وہ ذبیحہ چاہئے جو ایک مسلمان کے ہاتھ کا ذبیحہ ہو۔ مرزائیوں کو میں غیر مسلم سمجھتا ہوں، کیا مجھے تمہارے شہر ربوہ میں کسی مسلمان کا ذبیحہ اور طعام میسر ہو سکے گا۔

۳۔ میں چونکہ ناواقف ہوں، کیا ہوسٹل یا سرائے یا قریب رہائش کیلئے کوئی مکان میسر آ سکے گا

۴۔ اور مجھے اپنی نماز اور عبادت ادا کرنے کی اجازت بھی ہوگی۔

یہ خط میں نے افسر جلسہ سالانہ کو ارسال کیا جو اس وقت مرزا طاہر تھا اور جو اب خلیفہ ہے مجھے مولوی عبد اللہ تونسوی مولوی فاضل جو نائب افسر جلسہ سالانہ تھے نے جواب بھیجا کہ

۱۔ آپ بلا تامل جلسہ میں تشریف لائیں کوئی رکاوٹ نہ ہوگی

۲۔ ہمارے جلسہ کا جملہ انتظام ٹھیکیداری سنی العقیدہ لوگوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے آپ کو حلال ذبیحہ بلا تکلف ملیگا۔ (واللہ اعلم یہ صحیح تھا یا نہیں)

۳۔ آپ ہمارے مہمان ہونگے۔ آپ کو ہر قسم کی سہولت دی جائے گی آپ کا نمبر آپ کو ارسال ہے۔

۴۔ آپ اپنی عبادت ادا کرنے میں آزاد ہونگے۔

امت اقادیانیہ کے اس نظم اور رواداری پر حیران ہوا ارادہ سفر کر لیا اور مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب (حال خطیب مرکزی جامع مسجد اسلام آباد) میرے رفیق سفر تھے۔ ہم ملتان پہنچے، جاتے ہوئے حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ جالندھری شیخ الحدیث و مہتمم خیر المدارس کو ملنے کے لئے چلے گئے اور شرف ملاقات حاصل ہوا۔ حضرت کے پوچھنے پر جملہ پروگرام ان سے ذکر کیا حضرت نے چنیوٹ میں مولانا محمد حسین کے نام خط دیدیا اور وہیں ٹھہرنے کی ہدایت فرمائی۔ براستہ لائل پور (فیصل آباد) ہم روانہ ہوئے مرزائیوں کے زنانہ و مردانہ قافلے عقیدت سے ربوہ جا رہے تھے اور بڑی مسرت و شادمانی ان کے چہروں پر تھی۔ اپنے خلیفہ کی زیارت کا شوق ان کو کشاں کشاں لئے جا رہا تھا۔ ان کی عقیدت اور فرط شوق کو دیکھ کر بے اختیار منہ سے نکلا

لقد زین الشیطان اعمالہم   بے شک شیطان نے ان کے اعمال سنوار سجا کے پیش کئے ہیں۔

جمعہ کا دن تھا ہم چنیوٹ پہنچے رفقاء سفر کو معلوم نہ تھا کہ ہم مسلمان ہیں ان کا اصرار تھا کہ ان کے "حضرت صاحب" کے پیچھے نماز جمعہ کا شرف حاصل کریں اور حضرت خلیفہ صاحب کی زیارت جملہ گناہوں کا کفارہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ ہم نے کہا کہ ہماری نماز وہاں نہیں ہوتی اور چنیوٹ اتر گئے۔ جمعہ ادا کیا شام کو ربوہ چلے گئے اور واپس آ گئے۔

اگلے دن صبح ہفتہ کو ہم ان خطوط کو لے کر افسر جلسہ سالانہ کا شکریہ ادا کرنے گئے تو وہ ہمارے انتظار میں تھے ہمیں خوش آمدید کہا اور ہماری بڑی آؤ بھگت کی اور اصرار کیا کہ آپ یہاں ٹھہریں ہم نے بہت معذرت کی لیکن ان کا شدید اصرار تھا کہ کم از کم ان سے چائے پی لیں چنانچہ ان کے ہمراہ کیفے فردوس میں گئے اور بڑی میز کے سامنے بیٹھ گئے تقریباً چھ افراد جو مولوی فاضل یا گریجویٹ معلوم ہوتے تھے ہمارے ساتھ چلے۔ میزبان کی عیاری و مکاری بھی دیکھ یا میزبان کی پختہ زناری بھی دیکھ۔ ہم آٹھ افراد میز کے گرد بیٹھ گئے چائے پیسٹریاں اشیاء خوردنی رکھے گئے اب ارشاد ہوا ذرا ٹیبل ٹاک تو ہونی چاہئے۔ مولوی عبداللہ (مرزائی) کہنے لگے میں بھی ڈیرہ غازیخان کا ہوں حب الوطن من الایمان۔

آپ ہمارے علاقہ اور ضلع کے ہیں۔ ہم نے کہا فرمایئے ارشاد ہوا کہ ہمیں اسلام کا ایک فرقہ مان لو جس طرح دیوبندی۔ بریلوی۔ حنفی۔ شافعی۔ اہل حدیث وغیرہ ایک فرقہ ہیں (اور ہماری بڑی تعریف کرنے لگے کہ تم نے صاف صاف ہمیں کہہ دیا کہ ہم غیر احمدی ہیں وغیرہ وغیرہ)۔ ہم نے کہا فرمایئے! زبان مناظرانہ ہوگی یا پارلیمانی؟

جواب ملا نہیں پارلیمانی اور محبت کی زبان ہو۔

ہم نے کہا جب تک درخت کا تنا ایک نہ ہو کبھی بھی متفرق شاخوں میں وحدت نہیں ہوتی۔ اگر کیکر کا درخت شیشم کے ساتھ کھڑا ہے۔ شاخیں ملی ہوئی ہیں تو وہ دونوں درخت علیحدہ علیحدہ کہلائیں گے۔ کبھی بھی ایک درخت نہیں کہلائے گا۔ تمہارا اور ہمارا تنا (اصل بنیاد) متفرق ہے لہٰذا وحدت نہیں ہو سکتی تو پھر آپ کو اسلام کا فرقہ کس طرح تسلیم کریں۔

اس پر نائب افسر جلسہ سالانہ نے کہا بنیاد یا تنا کیا ہے اسکی تشریح کریں جب کہ ہم بھی تمہاری طرح اسلام کے مدعی ہیں۔ ہم نے کہا کہ بنیاد (تنا) نبوت ہے۔ عیسائیت۔ یہودیت۔ اسلام نبوت کی بنیاد کی شاخیں ہیں۔ ورنہ اہل کتاب ہونے میں یہ بھی مشترک ہیں۔ خاص حالات میں اہل کتاب سے نکاح بھی جائز ہے۔ لیکن وحدت نہیں ہے۔ چونکہ تمہارا نبی مرزا غلام احمد آنجہانی ہے تم نے اپنا تشخص عام مسلمانوں سے علیحدہ کر رکھا ہے۔ تمہارے رشتے ناطے مسلمانوں سے نہیں ہوتے تم مسلمانوں کا جنازہ تک نہیں پڑھتے۔ تمہاری عیدیں علیحدہ ہیں پھر کیا یہی وحدت ہے جسکی طرف تم بلاتے ہو۔ مولوی عبد اللہ مرزائی نے کہا ہم احمدی ہیں ہماری نسبت حضور کی طرف ہے ہمارے نبی کا نام غلام احمد تھا وہ ظلی بروزی نبی تھے۔۔ حضور کے صدقہ اور طفیل انکو نبوت ملی۔۔ یہ نبوت کے منافی نہیں ہے۔ ہم نے کہا تمہارا احمدی ہونا ایک فریب ہے تم نسبت مرزا صاحب کی طرف کرتے ہو اور مرزا صاحب کا نام تو غلام احمد تھا۔ احمد مضاف الیہ ہے نسبت مضاف کیطرف ہوتی ہے مضاف الیہ کی طرف نہیں کیا عبد اللہ کا باغ خدا کا باغ کہلائے گا؟ خلیفۃ اللہ کی بیوی مضاف الیہ کی بیوی کہلائیگی۔؟ مضاف اور مضاف الیہ میں تغایر ہوتا ہے اور موصوف صفت میں وحدت ہوتی ہے صاف ظاہر ہے کہ احمد کوئی اور ہے اور غلام کوئی اور۔ اور غلام کبھی بھی اصل کی مسند پر جانشین نہیں ہو سکتا۔ اگر تمہیں مرزا صاحب آنجہانی کیطرف نسبت مطلوب ہے تو تم "غلمدی" تو کہلا سکتے ہو احمدی نہیں نسبت ایک دھوکہ ہے جس سے یورپ اور ایشیا میں تم شکار کھیل رہے ہو۔ رہا مرزا صاحب کا ظلی۔ بروزی نبی ہونا یہ اسلامی عقائد کی اصطلاحات میں تحریف ہے اس کا کوئی اصل ثابت نہیں

لو کان بعدی نبیا لکان عمر (الحدیث)

وہاں ظلی بروزی کیوں نہیں فرمایا ۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد دوسری نبوت کا تصور مطلق حرام ہے ۔ اکمال دین کے خلاف ہے ۔ اچھا بتائیے مرزا صاحب نبی تھے تو کوئی کارنامہ بھی سرانجام دیا ہے ۔

نائب افسر جلسہ سالانہ نے کہا کہ حضرت نے مسلمانوں کے اندر ایک فرسودہ مسئلہ حیات مسیح چل رہا تھا اسکی وضاحت کی اور اسکو غلط بتلایا ۔ تم تو علماء ہو انکی ریسرچ کی داد دو ۔

ہم نے کہا آپ اس عمر میں کیوں دھوکا دیتے ہو میں خطبات احمدی سرسید احمد خان مرحوم کو تازہ پڑھ کے آیا ہوں سر ولیم میور کے جواب میں یہ تحقیق سرسید مرحوم کی ہے یہ اس کا چبایا ہوا لقمہ ہے کچھ تو لحاظ کرو ۔ اس پر ایک مرزائی مندوب نے کہا کہ حضرت نے نظام خلافت قائم کیا ہے اور میاں محمود احمد صاحب ہمارے خلیفہ ہیں ہم ستر ہزار آدمیوں کو روٹی ایک وقت میں کھلا دیتے ہیں ۔

اس پر میں نے کہا میاں صاحب کے کارنامے تاریخ احمدیت میں پڑھے ہیں مولانا عبد الکریم مباہلہ اور فخرالدین ملتانی کے مکتوبات بھی پڑھ چکا ہوں کیا ان کارناموں پر تم فخر کرتے ہو یہ تمہارا نظام خلافت ہے ۔ رہا ستر ہزار کا روٹی کھلا دینا یہ ٹھیکہ مجھے دے دو میں کھلا دونگا ۔ تیمور لنگ جب بایزید یلدرم کے مقابلے کے لئے گیا تھا تو نو لاکھ فوج ساتھ تھی وہ انکو کتنی جلدی کھانا کھلا دیتا تھا اور سائنسی ترقی نہ ہونے کے باوجود کتنی جلدی سفر کر رہا تھا ۔

بایزید یلدرم رحمتہ اللہ علیہ عیسائیت کے محاذ سے پلٹا اور اتنی تیزی سے فتوحات کر چکا تھا کہ اس کا لقب یلدرم (بجلی) پڑ چکا تھا کیا اس دور میں یہی نظام خلافت تمہاری صداقت کی دلیل ہے ۔

اسپر وہ لوگ چونک اٹھے کہنے لگے اچھا جی چلیں ہم آپ کو تعلیم الاسلام کالج اور دیگر مقامات کی سیر کرائیں اور غیر ملکی مہمانوں سے متعارف کرائیں بحث کو ہم ختم کرتے ہیں ۔ کیونکہ دکھتی رگ پر ہاتھ پڑ گیا تھا ۔ اب ہمیں یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ اخلاص اور محبت کی دعوت نہ تھی بلکہ ہمیں شکار کرنا ہی مقصود تھا ۔

اے کبک خوش خرام تو خوش میروی بناز
غرہ مشو کہ گربہ زاہد نماز کرد

اب چونکہ ہم نے دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا تھا ۔ بھلا " تاریخ احمدیت " اور فخرالدین ملتانی اور عبد الکریم مجاہد کے مضامین دیکھنے کے بعد کون ان کے فتنہ میں آ سکتا تھا اور کون ایسی خلافت کی حرکات اور دام تزویر میں پھنس سکتا تھا ۔ مرزائیوں کے سالانہ جلسہ کا گراؤنڈ کافی وسیع و عریض تھا تقریباً ستر ہزار سے ایک لاکھ تک سامعین و زائرین موجود تھے رضاکار فورس نے جلسہ کا انتظام سنبھال رکھا تھا ۔ عورتوں کے اجتماع میں کافی گہما گہمی تھی " لجنہ اماء اللہ نے (جو کالج اور سکولوں کی ینگ لڑکیوں تھیں) انتظامات سنبھال رکھے تھے ۔ دفتر تبلیغ میں لوگ جوق در جوق چندہ دے رہے تھے ۔ قصر خلافت میں خلیفہ سے ملاقاتیں ہو رہی تھیں ۔ کالج اور سکولوں میں مہمان ٹھہرے ہوئے تھے اور ان سب کا خوردنی انتظام وہیں تھا سب لوگ نظم سے کھانا کھا رہے تھے ۔ اب ذرا تفصیل ملاحظہ ہو ۔

☆ ربوہ شہر پہاڑیوں میں گھرا ہوا ہے ۔ مشرقی جانب دریائے چناب بہہ رہا ہے یہ زمین آنجہانی ظفر اللہ خان نے مرکزی حکومت سے انجمن احمدیہ کے نام کرا لی یہ کروڑوں روپے کی جائیداد غالباً تین پائی فٹ یا فی مرلہ کے حساب سے انکو دے دی گئی ۔ یہ شہر تقریباً پچاس ہزار آبادی پر مشتمل ہے اس میں ایک مرلہ زمین کسی غیر کی نہیں جس پر خلیفہ قادیان قابض ہے ۔ اس شہر میں فلک شگاف کوٹھیاں اور ایوان محمود ۔ قصر خلافت ۔ دفاتر ۔ پریس ۔ کالج ۔ سکولز اور تجارتی مراکز ہیں جب کسی مرزائی کو زمین

الاٹ کر دی جاتی ہے وہ تعمیر کرتا ہے تو وہ ملکیت بدستور انجمن احمدیہ کی رہتی ہے ۔ وہ صرف قابض ہوتا ہے اگر وہ مذہب تبدیل کرے تو اس مکان تعمیر شدہ یا کوٹھی سے خودبخود محروم ہو جائیگا ۔ وہ مکین جب ملازمت یا کسی کاروبار میں چلا جائیگا کو کچھ فی صد آمدنی انجمن کو دینی پڑیگی ۔ مرنے کے بعد قبرستان ٹیکس (بہشتی مقبرہ) کیلئے تقریباً ۱۶را حصہ جائیداد دینی پڑیگی ۔ مرد ۔ عورتیں ۔ بچے ۔ ملازم ۔ تاجر سب پر ٹیکس (چندہ) لازم ہوتا ہے ۔ اب فرمائیے یہ مجبور بندے جو ملازمت یا روزگار یا کسی جھانسے میں پھنس گئے ہیں کب اس دلدل سے نکل سکتے ہیں پھر ان کے مستقبل کا کاروبار ۔ شادیاں ۔ نکاحات ۔ رشتہ داریاں ان سے ہو جاتی ہیں ۔ ہم سوچتے تھے شاید ہی کسی دن کا سورج اس ربوہ کو آزاد دیکھ سکے گا ۔ بھلا ہو مجلس احرار اسلام کا اور تحفظ ختم نبوت کا اور ان مظلوم طلباء کا جن کی قربانیوں سے اتنا ہوا کہ اب ربوہ میں مسئلہ ختم نبوت کا اعلان تو سنا جاتا ہے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی جماعت مجلس احرار اسلام نے سب سے پہلے ۱۹۷۶ء میں اس سرزمین کفر پر مسلمانوں کی پہلی جامع مسجد قائم کی اور اب وہاں مسلمانوں کی کئی مساجد آباد ہیں جن سے توحید و ختم نبوت کے ایمان افروز نعرے بلند ہوتے ہیں ۔ سارے ملک میں یہ واحد بدنصیب شہر ہے جو صرف اور صرف کفر کی ملکیت ہے ۔ پرستاران حق نے کبھی سوچا بھی ہے کہ کس طرح سے مظلوم پھنس چکے ہیں اور کفر کے نظام نے اسلامی سٹیٹ میں حق کی آواز کو مفلوج کر رکھا ہے ۔ یہ حکومت کے اندر حکومت ہے ۔ اسی ربوہ کی عدالت اپنی ہے یہ پوپ (خلیفہ) جو اپنی من مانی کرتا ہے اور یہاں جو مذہب اخلاق عصمت دولت اور تقدس پامال کیا جاتا ہے اس کی نظیر شاید دنیا میں کہیں نہ مل سکے گی ۔ اگر اسکی تفصیل میں جائیں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے ۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

جلسہ میں مقررین کے خطبات

مختلف عنوانوں پر تقریریں جاری تھیں دوسرے دن شام تقریر کا عنوان تھا "کمالات مصطفیٰ" اس تقریر پر تقریباً ۴۰ ہزار لوگ حاضر ہوئے ۔ گراؤنڈ خالی رہا لوگ چل پھر رہے تھے اور مقرر نے کوئی خاص دلسوزی اور عقیدت نہ دکھائی ۔ دوسرے دن تقریر کا عنوان ٹھہرا "کمالات حضرت صاحب" (مرزا غلام احمد) پھر کیا تھا گراؤنڈ بھر گیا قطار در قطار سامعین آ رہے تھے اور سردھن رہے تھے یہ حالت دیکھ کر خود سمجھیں ایک مسلمان کے دل پر کیا بیتی ہوگی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات سننے کیلئے تو کوئی شوق نہیں ظلی بروزی طفیلی پیغمبر کیلئے (بقول انکے) یہ مجمع سردھن رہا ہے اس فریب کاری کو دیکھ کر ان کی تبلیغ اور خدمت اسلام کی حقیقت واضح ہوئی ۔ یہ لوگ تبلیغ اسلام کے نام پر یورپ ۔ ایشیا ۔ امریکہ ۔ شرق وسطی میں پیسہ کماتے ہیں اور یہ انکی حقیقت ہے ۔

چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیر را

رلوائے احمدیت کی پرچم کشائی

ظہر کے بعد خلیفہ صاحب تشریف لائے ۔ آگے پیچھے محافظ فورس تھی بسطرح ایک ہزہائی نس (والی ریاست) دربار میں تشریف لاتا ہے اور پھر لوائے احمدیت (مرزائیوں کا مخصوص جھنڈا یا علم) لایا گیا خلیفہ نے اس کی پرچم کشائی کی ۔ یہ منظر اہلِ دید تھا بڑی عقیدت اور جوش سے مرزائی اس پر فریفتہ ہو رہے تھے خلیفہ صاحب نے دیدار کرایا اور آخری تقریر کی ۔ اس مصنوعی خلیفہ کے یہ عادات اور اطوار قابل دید تھے ۔ واقعی سچ ہے ۔ زین لہم الشیطان اعمالہم ۔ یہی وہ خلیفہ تھا جسکی داستان روحانیت تاریخ احمدیت وغیرہ میں مرقوم ہے جس کے عینی شاہد مولانا عبد الکریم مباہلہ (سابق امام مسجد قادیان اور صحابی مرزا) اور فخر الدین ملتانی ۔ عبد الرحمن مصری اور ارکان جماعت لاہوری و کارکنان مجاہدین احرار اسلام ہیں ۔ سلطنت برطانیہ کی تدبیر اور

ہماری غفلت نے آج یہ دن ہمیں دکھلائے ۔ (اس لوائے احمدیت پر قادیان کا منارہ چھایا ہوا ہے)

خبیث اصطلاح

عالم اسلام میں سرکار دو جہاں جناب آقائے کل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوجہ مدینہ شریف کے مکین اور متوطن ہونے کے مدنی کہا جاتا ہے اور ابتدائی زندگی اور پیدائش مکہ کی وجہ سے مکی کہا جاتا ہے اب ذرا ان آئمہ تلبیس کی شقاوت ملاحظہ کریں کہ یہ لوگ مرزا غلام احمد کو حضرت قدنی کہتے تھے ۔ چونکہ ہم نبی کریم کو مدنی کہتے ہیں اس کے بالمقابل یہ مرزا کو قادیان کی نسبت سے اور حضور کے مقابل کے پیش نظر "مرزائے قدنی" یا حضرت قدنی کہہ کر پکار رہے تھے ۔ حالانکہ قادیانی تو نسبت ہو سکتی ہے قدنی کہاں کیا یہ طفیلی کی شان ہے کہ اصل کے مقابل اعزاز حاصل کرے ۔ یہ اسلام کے باغی ۔ نبوت نبوی کے منکر نئی نبوت کے قائل ۔ حضور کے دشمن تو ہو سکتے ہیں ۔ ہمارا ایمان تو حضرت مدنی پر ہے ہم قدنی کی نبوت کو کفر اور لعنت سمجھتے ہیں ۔ اور اس اصطلاح کو بغاوت تصور کرتے ہیں ۔ اعاذنا اللہ منہم ۔ بلکہ یہ طبقہ یہاں تک چلا گیا ہے کہ اکمل مرزائی شاعر ہے وہ اپنے جذبات کو اس انداز میں بیان کرتا ہے (جس پر مرزائی سر دھنتے ہیں) ۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
جو پہلے سے بھی بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں
(قادیانی)

بلکہ مرزا غلام انجہانی کی بیوی کو (نعوذ باللہ) ام المومنین کے نام پر پکارا جاتا ہے اور مرزا کے دیکھنے والوں کو صحابی کے نام سے پکارا جاتا ہے ۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔ امہات المومنین کے متعلق ارشاد خداوندی ہے ۔ لستن کاحد من النساء ۔ احد نکرہ ہے النساء معروف باللام ہے الف لام استغراق کا ہے یعنی دنیا کی کوئی بھی عورت تمہارے برابر نہیں (خواہ سیدہ مریم خواہ آسیہ خواہ سیدہ فاطمہ کیوں نہ ہوں) یہ مرزائی ام المومنین ایسی ہے جس سے جھنڈا سنگھ (سکھ) روایت کرتا ہے یہ نسبت اور یہ حدیث اور یہ تعلق ہم اس تمہ کو نہیں پہنچ سکتے دریں ورطہ شد غرق کشتی ہزار ۔

خدا جانے اندرون خانہ کیا کیا ہے
مسجد اقصیٰ بھی ہے بہشتی مقبرہ بھی

مرزائیوں کی فریب کاری

غیر ملکی یا ملکی مہمان جب بھی ان کے مہمان خانہ پہنچتے ہیں تو پہلے انکو تبلیغ اسلام کرتے ہیں یہ تصور دلاتے ہیں کہ ہم نے یورپ ایشیاء افریقہ مشرق وسطی میں عیسائیت سے محاذ قائم کر رکھا ہے اور اس قسم کا لٹریچر پیش کرتے ہیں ہمہ قسم کی مہمان نوازی کے بعد اگر ملازمت یا تعلیم یا تجارت یا رشتہ کی ضرورت ہو تو امداد کی پیش کش کرتے ہیں پھر ایسا جال میں پھنساتے ہیں کہ اس کے لئے نکلنا مشکل ہو جاتا ہے ۔ کیمدون کیدا ۔ کی عملی تصویر ہیں اس سلسلہ میں جب ہم اپنے گھر پہنچے تو ربوہ سے خط ملا کہ آپ اپنے تاثرات بھیجیں ۔ فرمایئے ہمارا کیا تعلق آئے اور گئے مقصد یہ تھا کہ اگر کوئی عنوان ایسا ملے گا جس میں ہماری مہمان نوازی کی یا تبلیغ کی یا نظام کی یا ہماری اجتماعیت کی کی تعریف ہوگی تو اسے خوب اچھالیں گے دوسرا تعلق پیدا ہو جائے گا آئندہ ہو سکتا ہے کہ شکار ہاتھ آ جائے لیکن میں نے جواب میں واضح لکھا کہ تم ایک شاطر وکیل کی طرح ہو جو موکل کو صرف

(بقیہ صفحہ ۲۹ پر)

حضرت کعب الاحبارؒ کا علمی مقام

حضرت کعب بن مانع جو یہود کے بڑے ممتاز اور نامور عالم تھے حضرت عمر بن خطاب کے دور خلافت میں ایمان لائے۔ حضرت عباس نے کعب سے ایمان لانے کے بعد ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر کے زمانہ میں قبول اسلام سے تمہارے لئے کیا چیز مانع تھی کہ تم اب عمر کے زمانہ میں اسلام لاتے۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ میرے والد نے مجھ کو توراۃ سے ایک تحریر لکھ کر دی تھی اور ہدایت کر دی تھی۔ کہ اس پر عمل کرنا اور اپنی جملہ مذہبی کتابوں پر مہر لگا کر حق ابوت کا واسطہ دلا کر مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ مہر کو کبھی نہ توڑنا اس لئے میں نے ان کو نہیں توڑا اور والد جو تحریر دے گئے تھے۔ اسکے مطابق عمل کرتا رہا۔ جب اسلام کی اشاعت اور اس کا غلبہ ہونے لگا۔ اور کسی قسم کا خوف باقی نہیں رہ گیا۔ اس وقت میں نے دل میں خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے۔ مجھ سے والد نے کچھ علم چھپایا ہے۔ مجھے ان کتابوں کو کھول کر دیکھنا چاہیئے۔ چنانچہ میں نے مہر توڑ کر کتابیں پڑھیں تو ان میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی امت کے اوصاف نظر آئے۔ اس وقت مجھ پر حقیقت روشن ہوئی۔ اس لئے اب آکر میں مسلمان ہوا۔ انہوں اسلام کے بعد وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس کے حلیف بن گئے تھے۔ امام نووی لکھتے ہیں کہ ان کے وفور علم اور توثیق پر سب کا اتفاق ہے وہ اپنی وسعت علم کی وجہ سے کعب الاحبار'' اور کعب الحبر'' کہے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن سلام نے ان سے پوچھا کہ کعب! علماء کون لوگ ہیں۔ جواب دیا جو علم جانتے ہیں۔ ابن سلام نے پوچھا۔ کون سی شے علماء کے دلوں سے علم زائل کر دے گی فرمایا۔ طمع۔ حرص اور لوگوں کے سامنے اپنی حاجت پیش کرنا۔

عبداللہ ابن سلام نے کہا۔ تم نے سچ کہا۔ آپ نے کچھ عرصہ مدینہ میں قیام رکھا۔ پھر حمص (شام) میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ اور حضرت عثمان کے عہد خلافت ۳۲ھ میں شام میں وفات پائی۔

آئندہ شمارہ میں

۱۔ چک ۱۱۰ فتنہ کے محاسبہ کے سلسلہ میں حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین مدظلہ کا تہلکہ خیز مضمون ـــــ

۲۔ کیا اہل سنت اور روافض میں اتحاد ممکن ہے۔؟

مولانا محمد عبدالحق چوہان مدظلہ ـــــ

۳۔ نظریۂ امامت ، حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ

۴۔ سیدنا معاویہؓ ۔ مولانا محمد مغیرہ صاحب

مستقل سلسلے ، اداریہ

دیگر اہم مضامین ملاحظہ فرمائیں۔

اپنی کاپی فوراً محفوظ کرالیں ۔

سرکولیشن منیجر:

ماہنامہ نقیب ختم نبوت ، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ـــ ملتان

حسنِ انتقاد

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے ۔

تبصرہ : سیّد محمد ذوالکفل بخاری

شیعیت اور اسلام : مؤلف : مولانا شبیر احمد ، صفحات : ایک سو
ناشر : ادارۂ دارالعلوم فاروقیہ ، قائم پور ، ضلع بہاولپور

ہر سازش کے کئی رُخ ، کئی پہلو ، کئی تہیں ، کئی سطحیں ، اور کئی گوشے ہوتے ہیں ۔ اس لئے ضروری نہیں کہ یہ تمام کی تمام طشت از بام ہو جائے اور لوگ باگ اس کا ملاً واقف و متنبّہ ہو جائیں ۔ خصوصاً عجم کے ماحول میں تاریخ کی اس مضبوط شہادت سے مجالِ انکار نہیں کہ ہر سازش اپنے خاص دائرہ میں ہشت پا اور خارِ پُشت بھی ہوتی ہے اور عام ماحول میں بہت سی گزشتہ سازشوں کا تمتہ اور آئندہ سازشوں کا پیش خیمہ بھی ! یوں سازشوں اور سازشیوں کے باہم "تال میل" سے جو "سلسلۃ الذہب" وجود میں آتا ہے اسکی چکا چوند سے بہت سے مظلم و اجہل "اہلِ ایمان" کو شپرہ چشمی لاحق ہو جاتی ہے اور وہ عصیان و ورع کے درمیان لڑھکنیاں کھاتے پھرتے ہیں بلکہ اپنے تئیں مومن بھی کہلاتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب میں فاضل مؤلف نے ایسے ہی اُسود و اُبلق زعماء کو آئینہ دکھایا ہے کہ جنہیں بظاہر ردا داری کا ہسٹریا اور بباطن سُنّی فوبیا لاحق ہے ۔ مؤلف کی محنت لائقِ تعریف ہے ۔ اسلامی اور سبائی اصول و عقائد کے تجزیاتی موازنے اور تقابلی مطالعہ پر یہ منفرد کتاب ہے ۔ مؤلف نے صدیوں پُرانے اور بالکل تازہ مآخذ سے عبارات اخذ کی ہیں ۔ اُن کے شُستہ تراجم نقل کئے ہیں اور انہی عبارات سے عناوین مستنبط کئے ہیں ۔ حوالہ جات کی صحت کا اِلتزام کیا ہے ۔ اور نتیجہ قارئین پر چھوڑ دیا ہے ۔ طرزِ تالیف قدرے جدید اور طرزِ تحریر قدرے سُبک ہے کتاب یقیناً لائقِ مطالعہ ہے ۔

مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی ۔ لاہور

قسط اول

مولانا ابوالکلام آزادؒ کی علمی زندگی میں رُتبۂ تجدید کے آثار

عزیزی ذوالکفل سلمہٗ نے چند ماہ قبل احقر جیسے طالب علم سے فرمائش کی کہ مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ تعالیٰ کی حیاتِ مبارکہ کے دو پہلوؤں سے متعلق کسی قدر تفصیل سے لکھوں، ایک تو مولانا کی خدمتِ قرآن کے حوالہ سے، دوسرے انکے فقہی مسلک و ذوق کے حوالہ سے، اس کے تھوڑے دنوں بعد مخدومی سید ابومعاویہ ابوذر شاہ صاحب بخاری کی زیارت و ملاقات کی غرض سے ملتان کا سفر ہوا تو یاد دہانی کرائی گئی لیکن احقر اپنی کم ہمتی اور بعض دوسرے اسباب و عوارض کی وجہ سے اب تک قلم نہ اٹھا سکا، کہ چند دن قبل عزیزی کا کرم نامہ ملا، جس میں محبت بھرا شکوہ تھا اور امریکی صدر جارج بُش کی طرح ۱۵ جنوری کی ڈیڈ لائن بھی، ادھر احقر آجکل موسمی اثرات کی شدید لپیٹ میں ہے اور ساتھ ہی یونیورسٹی کا ایک امتحان سر پر ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا بھروسہ اور کرم ہی سرمایہ ہے اور بس —— بہرحال کسی قدر اختصار کے ساتھ چند گزارشات پیشِ خدمت ہیں ؎ گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

(علوی)

قُدرتی بات ہے مسلمانوں کے دورِ زوال میں جتنی بڑی علمی، دینی، سیاسی اور جہادی شخصیتیں قدرت کے کرم سے سامنے آئیں شاید دورِ عروج میں اس تناسب سے نظر نہیں آتیں، شاید اللہ تعالیٰ کی خاص حکمت کا معاملہ ہو کہ سرداری و عظمت سے محروم قوم بالکل ہی محروم ہوکر نہ رہ جائے ، ابوالکلام بھی قدرت کا ایک ایسا ہی عطیہ ہے جو ۱۸۵۷ء کے خونی سال کے بعد اس خفتہ بخت قوم کو نصیب ہوا اور گویا ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی رہی تو قدرت کو رحم آیا اور بعض ایسے لوگ سامنے آئے جنہیں ایمان و یقین کی لازوال دولت میسّر تھی، راسخ فی العلم تھے، سراپا عمل و صدق، اخلاص کا چلتا پھرتا نمونہ اور صورِ اسرافیل کے سے انداز میں للکارنے والے ابوالکلام

انہی میں سے ایک تھے، خانقاہ تھانہ بھون کے ایک مخلص ارادت مند عبدالماجد دریا آبادی ساری عمر مرحوم آزاد سے الرجک سے رہے لیکن اس کی موت پر تڑپ اٹھے اور لکھ گئے کہ :

"خدا معلوم کتنے مختلف علوم اور متعدد فنون کے خزانے دماغ میں جمع ہو گئے تھے۔ اور ہر وقت مستحضر، طب ہو کہ الٰہیات، فقہ ہو یا کلام، شعر و ادب ہو یا موسیقی، تاریخ ہو کہ سیاست، جس فن سے متعلق بھی جو موضوع ہو بس گفتگو چھیڑنے کی دیر تھی...... تقریر بھی ایسی دل آویز دمربوط کہ فصاحت و بلاغت بلائیں لیتی جارہی ہے۔" (صدق جدید لکھنو ۱۴ مارچ ۱۹۵۸ء)

مولانا کو علم کے ہر شعبہ سے جو حصہ وافر ملا اس کے دوسرے اسباب کے ساتھ ایک سبب یہ بھی تھا کہ قدرت نے انہیں خاندانی لحاظ سے بڑا خوش نصیب بنایا تھا، ضروری نہیں کہ اچھے خاندانوں کی اگلی نسل بھی خاندانوں کی عظمت کی حامل ہو، آخر سیدنا نوح علیہ السلام جیسے عظیم پیغمبر کا بیٹا بھی تو راندہ درگاہ ہوا اور اللہ رب العزت نے یہ بھی فرمایا کہ :

"انبیاء کے بعد ایسے لوگ ان کے جانشین و وارث قرار پائے جو نمازوں کے ضائع کرنے والے اور خواہشات کے پجاری تھے، ایسے لوگوں کا انجام جہنم کے سوا کیا ہوگا ؟"

لیکن وہ خوش قسمت بھی تو ہوتے ہیں جنہیں "ولد صالح" کی شکل میں ایسی اولاد میسر آتی ہے جو مرنے کے بعد بھی والدین اور خاندان کے اکابر کے لئے خیر کا باعث بنتی ہے اور سیدنا اکرم محمد کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی نبوی برادری کے ایک حصہ کے ذکر میں "الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم" فرمایا (یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم علیہم الصلاۃ والتسلیم) اور قرآن نے داؤد کا وارث سلیمان کو قرار دیا (سلام اللہ تعالیٰ علیہما ورضوانہ) اور حضرات انبیاء کے بعد کائنات کے سب سے سچے انسان سیدنا المخدوم ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان کی ۴ نسلوں کو "شرف صحابیت" حاصل ہے، گویا جہانِ رنگ و بو میں خاندان کے نااہل وارث اور اہل وارث دونوں طرح کے نظر آتے ہیں، ابوالکلام خوش قسمت ہیں کہ ان کا خاندانی سلسلہ بہت عظیم تھا۔ والد اور والدہ ہر دو طرف سے آپ کے اسلاف ایسے تھے جو علم و روحانیت کی دنیا میں امتیازی مقام کے حامل تھے مولانا نے قدرت کے اس کرم کا خود ذکر کیا اور فرمایا :

میرے خاندان میں تین مختلف خاندان جمع ہوئے ہیں اور تینوں خاندان ہندوستان و حجاز کے ممتاز بیوت علم و فضل اور اصحاب ارشاد و ہدایت میں سے ہیں۔

ان کی تفصیل کا ذکر کرتے ہوئے مولانا نے اپنی والدہ کا ذکر کیا جو اس دور میں حجاز کے سب سے بڑے محدث شیخ محمد ظاہر وتری رحمۃ اللہ تعالیٰ کی بھانجی تھیں، مولانا کے دادا ایک ایسے خاندان کے فرد تھے جس خاندان میں بیک وقت پانچ پانچ علماء درس و افتاء اور اصحاب سلوک و طریقت پیدا ہوتے رہے تو والد کے نانا مولانا منورالدین حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے اجلّہ تلامذہ میں سے تھے، "علوم ظاہر و باطن کے جامع" اور "مخصوص اصحاب کمال" میں سے ایک !

اِس ماحول میں ابوالکلام نے آنکھ کھولی اور جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ یہ ماحول مسلمانوں کے شدید دورِ زوال کا تھا، مسلم اُمہ چاروں طرف بدترین حالت کا شکار تھی، قدرت نے اِس خفتہ بخت اُمت کے لئے کچھ افراد کو چنا ان میں ابوالکلام بھی تھے، خاندانی عظمتیں ان کا سرمایہ تھیں بڑی توجّہ سے انکی تعلیم ہوئی اور مستقبل میں بڑا آدمی بننے کے لئے قدرت نے اپنے فضلِ خاص سے اِس طرح انہیں نوازا کہ وہ مالک الملک کی آخری کتاب سے یاری لگا کر بیٹھ گئے اور منشورِ حیات یہ قرار دے لیا کہ :

ﮯ ما ہرچہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
اِلّا حدیثِ یار کہ تکرار می کنیم

اور یہ کہ : ﮯ نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیثِ خواب گویم
چوں غلامِ آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

دیکھیں، حقائق و معارفِ قرآنی کے ضمن میں فضلِ خداوندی کا ذکر کس انداز سے کرتے ہیں ؟ اس میں آپ کو قلبِ صادق کی صدائے بازگشت نظر آئے گی جس میں تکلف ہے نہ تصنع —— فرماتے ہیں :

اگر تم کہو، حقائق و معارفِ قرآنی کی طرف رہنمائی، ایک فضلِ مخصوص ہے جس کے اِنکشاف کے لئے خدائے تعالیٰ نے اِس عاجز درماندہ قلب کو چن لیا تو یہ فی الحقیقت سچ ہے ۔

اور "غبارِ خاطر" کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں جس میں نہایت درجہ سادگی و اخلاص اور صدق و دیانت کے ساتھ اپنے سفرِ حیات کا ذکر کرتے ہوئے حضرتِ حق جلّ و علیٰ بعدہ کا اِس طرح ذکر فرماتے ہیں کہ ان کے جسم کا رُواں رُواں بارگاہِ ایزدی میں جھکا نظر آتا ہے :

"جس ہاتھ نے زمانہ کی آغوش سے کھینچا تھا بالآخر اسی نے وحشت نوردیوں کی تمام بے راہ رویوں میں بھی رہنمائی کی اور اگرچہ قدم قدم پر ٹھوکروں سے دوچار ہونا پڑا اور چپہ چپہ پر رکاوٹوں سے الجھنا

پڑا مگر طلب ہمیشہ آگے بڑھا لے گئی اور جستجو نے کبھی گوارا نہیں کیا کہ درمیانی منزلوں میں رُک کر دَم لے لے، بالآخر دَم لیا تو اُس وقت لیا جب منزلِ مقصود سامنے جلوہ گر تھی اور اُس کی گردِ راہ سے چشم تماشائی روشن ہو رہی تھی ...... چودہ برس کی عمر میں جبکہ لوگ عشرتِ شباب کی سرمستیوں کا سفر شروع کرتے ہیں، میں اپنی دشت نوردیاں ختم کر کے تلووں کے کانٹے چُن رہا تھا ....

گویا اس معاملہ میں بھی اپنی چال زمانہ سے اُلٹی رہی لوگ زندگی کے مرحلے میں کمر باندھتے ہیں میں کھول رہا تھا" جس کی زندگی کے شب و روز ایسے تھے اس نے بقولِ خود قرآنِ مجید پر اس طرح غور کیا کہ :

"اس کی ایک ایک سورت، ایک ایک مقام، ایک ایک آیت، ایک ایک لفظ پر میں نے وادیاں قطع کی ہیں اور مرحلوں پر مرحلے طے کئے ہیں"

یہ سلسلہ کتنے عرصہ چلا ــــ ؟ ترجمان القرآن کی پہلی جلد کی اشاعت کے وقت اس پر ۲۷ برس بیت چکے تھے اور "تفاسیر و کتب کا جتنا مطبوعہ ذخیرہ تھا اس کا بڑا حصہ موصوف کی نظر سے گزر چکا تھا" اس کیساتھ ہی والدِ مرحوم اور خاندان کے دوسرے علمی بزرگوں نے مصر و حجاز اور ترکی کے کتب خانوں سے جو علمی ذخیرہ فراہم کیا مطبوعہ شکل میں یا نقل کی شکل میں وہ سب بقولِ کسے "چاٹ" لیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ :

"علومِ قرآن کے مباحث و مقالات کا کوئی گوشہ نہیں جس کی طرف سے حتی الوسع ذہن نے تغافل اور جستجو نے تساہل کیا ہو"

اس انداز سے جس نے قرآن کو اپنی توجہات کا مرکز بنایا۔ اس کی طرف سے پہلی جلد چھپ کر آئی تو حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے بقول وجدانی حوالہ سے قرآن کے سب سے بڑے شارح و مفسر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑھ کر داد دی اور جالندھر کے ایک قدیم خادمِ امیر شریعت کے بقول :

شاہ جی، مولانا کا تحفہ لے جا کر جالندھر آئے، تقریر طویل تھی اور ایک لفظ "تھوڑی ہو لیکن قرینے کی" پر ساری تقریر کر ڈالی جس کا شانِ نزول یہ تھا کہ شاہ جی نے اس تحفہ کو وصول پا کر ابوالکلام کی درازیٔ عمر کی دُعا مانگی تو ابوالکلام نے کہا ــــــــ میرے بھائی ایسے نہ کہو یوں دُعا کرو ــــ "تھوڑی ہو لیکن قرینے کی ــــــ"

مولانا آزاد قدس سرہٗ اردو زبان کی تاریخ میں پہلے شخص پیدا ہوئے جنہوں نے دھلی مرحوم کے عظیم

نابغہ مولانا احمد سعید کے بقول "عربی مبین" کو "اردوئے مبین" میں منتقل کیا اور دھلی کے ہی ایک عالم مولانا عبدالسلام نیازی جو معتمد روایات کے مطابق مشکل سے کسی کو منہ لگاتے، فرماتے کہ :

"ظالم ——— جبریل کی زبان بولتا ہے"

جبریل کی زبان بولنے والے ابوالکلام کی قرآنی ذریات کا بڑا حصہ انگریز کے جبر کی نذر ہوگیا اور یوں مسلم اُمہ قرآن مجید کے اس شاہکار کا مکمل نسخہ نہ دیکھ سکی۔ اس شاہکار کے لئے ترجمہ کی بنیاد تو شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ کا ترجمہ تھا جو اردو تراجم کے لئے سنگ میل ہے اور الحکیم العارف محمد قاسم النانوتویؒ کے بقول ایسا ترجمہ کہ :

" اگر قرآن اردو میں نازل ہوتا تو شاہ عبدالقادر کی اردو میں "

سید سلیمان ندوی مرحوم جو مولانا کے بہت دنوں حلقہ احباب میں شامل رہے لیکن جب ابوالکلام کی تیز رفتار ترقی کا ساتھ نہ دے سکے تو "معاصرت" کا شکار ہو کر کلی کٹ پر اتر آئے وہ بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ کے ترجمہ سے مولانا کو کس قدر عشق تھا۔ اور سید صاحب نے ہی "ترجمان القرآن" کو "ناتمام شاہ کار" قرار دیا بالکل اسی طرح جس طرح مصر کے زعیم محترم السید رشید رضا کی کاوش نامکمل رہ گئی ——— شاہ صاحب کے ساتھ ساتھ اُن کے والد گرامی امام ولی اللہ الدھلوی کا فارسی ترجمہ و تفسیری نوٹس، امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم کی کاوشیں اور عربی لغت کے حوالہ سے زمخشری، راغب اور ایسے ہی لوگ مولانا کی توجہات کا مرکز رہے معاصر بزرگوں میں علامہ شبلی سے انہیں ایک درجہ تلمذ کا شرف حاصل تھا، اور اُنہی کے عزیز مولانا حمید الدین فراھی سے بھی تلمذ کا شرف اس طرح حاصل کیا کہ وہ ارباب ندوہ کی خواہش پر ندوہ میں اکثر طویل طویل قیام کرتے، مولانا چونکہ ان دنوں یہاں شبلی کی محافل میں موجود تھے اس لئے اس چشمہ فیض سے بھی سیرابی از بس لازم تھی کہ "جویائے علم" کے لئے علم کا ہر سر چشمہ "آب حیات" کی حیثیت رکھتا ہے مولانا کو اس بات کا شدت سے احساس تھا کہ :

"مختلف اسباب سے صدیوں سے اسی طرح کے اسباب و موثرات نشو و نما پاتے رہے جن کی وجہ سے بتدریج قرآن کی حقیقت نگاہوں سے مستور ہوتی گئی اور رفتہ رفتہ اس کے مطالعہ و فہم کا ایک نہایت پست معیار قائم ہوگیا۔"

اسی کا شاخسانہ تھا کہ جب کبھی کسی جویائے حق نے اس حوالہ سے قدم و قلم اُٹھایا اور پردوں میں مستور اس کتاب مقدس کو، جو زندہ کتاب ہے (اور اقبال کے بقول "خواجہ" (مراعات یافتہ طبقات) کے لئے "پیغام مرگ")

سامنے لانے کی کوشش کی تو اسے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ برِ عظیم میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے اخلاف جن حالات سے گزرے اور اب تک گزر رہے ہیں اس کا سبب اس کے سوائے کیا ہے کہ مفاد پرست عناصر کو گوارا نہیں کہ قرآن کی حقیقت سے لوگ آشنا ہوں۔ مولانا فرماتے اور بہت صحیح کہ "جو تنزل نظر آتا ہے اور فہمِ قرآن کا جو پست معیار قائم ہوا ہے اس کا سبب ہم لوگ ہیں۔" وہ لوگ ہیں جنہوں نے مکھی پر مکھی مار کر اس کتاب کو چیستان بنایا ـــــ ورنہ :

"یہ بات دعویٰ کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ سے لیکر آج تک مطالعہ و فہمِ قرآن و تفسیر و توضیح کی اصل حقیقت نہ کبھی مستور ہوئی اور نہ کبھی گم ہوئی ـــــ"

ظاہر ہے کہ خدانخواستہ ایسا ہو جاتا تو یہ بات "وعدۂ حفاظتِ خداوندی" کے مخالف ہوتی اور ایسا ممکن نہیں ـــــ مولانا کے بقول :

"اس امرِ بدیہی پر سب کا تقریباً اتفاق ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو، جو قرآنِ حکیم کے اولین مخاطب تھے قرآن کے فہم و معرفت میں کسی طرح کی دشواری محسوس نہیں ہوئی وہ سنتے ہی اسکی حقیقت پا لیتے تھے۔"

مزید فرماتے ہیں کہ :

"یہ صحیح ہے کہ بعض الفاظ و تعبیرات و تصورات و ارشادات اور تشبیہات کے بارے میں ان کو مشکل بھی پیش آئی تھی مگر اس کے حل کے لیئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ان کے درمیان تشریف فرما تھے اور آپ ایسی صورتوں میں انکی دستگیری اور تربیت فرماتے کہ بحکم ارشادِ الٰہی آپکا فرض منصبی قرآن کریم کی تبیین و تشریح بھی تھا۔ اولین مخاطبین کا ایک بڑا گروہ نہ صرف حاملینِ قرآن اور جامعینِ قرآن پر مشتمل تھا بلکہ مفسرین و شارحین کا بھی تھا اور اس "خیرالامّت" نے مسلمانوں کی دوسری نسل کی اسطرح تربیت کی جس طرح پیغمبرِ اسلام نے انکی تعلیم و تربیت فرمائی تھی اور انہوں نے نبوی وراثت اور قرآنی فکر کو اپنے جانشینوں کے سپرد کیا جو تابعین کہلائے۔"

مولانا کا نقطۂ نظر یہ ہے اور بالکل بجا کہ اس کے بعد جس طرح زندگی کے باقی معاملات میں تنزل کا سلسلہ جاری رہا۔ یہی حال فہم قرآن کے سلسلہ میں ہوا۔ لیکن جیسا کہ وہ فرماتے ہیں کہ : "منہجِ نبوی کے مطابق اصل

حقیقت کبھی مستور نہ ہوئی اور نہ گم "۔ اسی لئے کئی بار وہ شعلۂ جوالہ بن کر اُٹھی اور ایک دنیا کو روشن و منوّر کیا، اِس بیسویں صدی میں برِعظیم پاک و ہند میں اس خدمت کی سعادت مولانا کو میسر آئی۔ اور آپ نے منہجِ نبوی و منہجِ صحابہ گویا ــ " ما انا علیہ و اصحابی " کے انداز میں سیدھے سادے قرآن کو صاف الفاظ میں اِس دَور کی زبان میں پیش کر کے ایک فرض ادا کیا، ایسا فرض جس پر مولانا محمود حسن شیخ الہند سے لے کر امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ تک سبھی آپ کے معترف اور قدردان تھے، یہ صحیح ہے کہ ابوالکلام کو معاصرین کے ایک بڑے طبقہ کی طرف سے جلی کٹی بھی سُننا پڑیں۔ تفسیر کے حوالے سے خاص کر مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی جیسے اہلِ حدیث عالم نے کج رَوی کا مظاہرہ کیا لیکن شیخ الہند، عبدالباری فرنگی محلی، حبیب الرحمٰن لُدھیانوی، احمد سعید دہلوی، عطاء اللہ شاہ بخاری، سید حسین احمد مدنی، سید سُلیمان ندوی، عبدالسلام ندوی، حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے بزرگ اور ہم عمر معاصرین کے ایک بڑے طبقہ نے اُن کی تحسین بھی کی جو بلاشبہ عنداللہ انکی خدمتِ قرآنی کی مقبولیت کی دلیل ہے اور انکی زندگی میں چھپنے والی " ترجمان القرآن " مسلسل چھپ رہی ہے ہزارہا لوگ اِس سے استفادہ کر رہے ہیں اور آزاد صدی (۱۹۸۸ ــ ۱۸۸۸ء) کے حوالہ سے الھلال ۔ البلاغ ، سمیت ان کا تمام تر علمی سرمایہ عکسی شکل میں سامنے آ رہا ہے۔ کیا ہندوستان، کیا پاکستان، کیا عرب اور کیا یورپ، ہر جگہ کی لائبریریاں ابوالکلام کے سرمایہ سے پُر ہیں اور اپنے و بیگانے اُس پر لکھ رہے ہیں، لکھتے رہیں گے ــــــ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرزندِ رشید مولانا عبید اللہ انور مرحوم کے بقول " مولانا عبید اللہ سندھی اور مولانا ابوالکلام آزاد نے اِس دَور میں وہ کہا جو اس دَور ہی کی نہیں، آنیوالے دَور کی بھی ضرورت ہے، اور آنیوالی نسلیں بھی انشاء اللہ تعالیٰ ان بندگانِ حق کے افکار سے استفادہ کریں گی "۔ پاکستان میں " الھلال " کی عکسی اشاعت کی تقریب رُونمائی میں سندھ کے صاحبِ نظر سیاست دان مرحوم علی احمد تالپور نے بڑی خوبصورت بات کہی کہ، " مجھ سے امریکہ میں سوال ہوا کہ اِس دَور میں قرآن فہمی کے لئے کونسا ترجمہ اور تفسیر دیکھی جائے، میں نے ایک ہی بات کہی کہ ابوالکلام کا ترجمہ و تفسیر ــــــ ابوالکلام، اُس ذاتِ گرامی کی طرح (جس پر قرآن نازل ہوا۔) دُنیا میں کوئی اولادِ ذکور (بلکہ کوئی صُلبی اولاد) چھوڑ کر نہ گیا اور محض وراثتِ علمی ہی چھوڑ کر گیا "ــــــ مرحوم تالپور کو ابوالکلام کے ترجمہ و تفسیر سے جو دلچسپی تھی اِس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اپنی وفات سے تین روز قبل اپنے ایک لندنی دوست کو آخری خط لکھا کہ " میں چاہتا ہوں کہ آپ ایک بار

ضرور مولانا ابوالکلام کا ترجمہ و تفسیر دیکھ لیں تاکہ جو ذہنی غلجان ہیں وہ دُور ہو جائیں ۔" ابھی سال بھر قبل کراچی کا ایک سروے شائع ہوا کہ آج کل سب سے زیادہ کون سا اہلِ قلم مقبول ہے اور کس کا سرمایہ سب سے زیادہ پڑھا جا رہا ہے ؟ اِس سروے کے مُطابق ابوالکلام کا نام آیا ، اِس پر تحریک پاکستان کے صحافتی محاذ کے سربراہ "نوائے وقت" کے پیٹ میں مروڑ اُٹھا اور اُس نے اِس پر صدائے احتجاج بُلند کی کہ جناح و اقبال کے ملک کا یہ حال ہو گیا ہے کہ اس ملک کے سب سے بڑے شہر کی علمی دنیا پر ابوالکلام غالب آ رہا ہے ۔ اِس پر اُس وقت کے شیخ الجامعہ کراچی نے ایک مضمون کے ذریعہ واضح کیا کہ :" دریا کے پانی کو روکنا زیادہ دیر کے لئے ممکن نہیں ، وہ اپنا راستہ بناتا اور بناتا چلا جاتا ہے "۔ شیخ الجامعہ کے بقول ابوالکلام کے خلاف منفی پروپگنڈا اب کارگر نہ ہوگا اور یہ دریائے علم اب روکا نہ جا سکے گا ——— ابوالکلام نے "کتابِ مُبین" کو زندگی بھر اپنی توجہات کا مرکز بنایا اور زندگی کی ابتداء ، درمیان اور انتہا میں ایک بار نہیں بار بار سیّدنا المکرم جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اِس ارشاد کو نقل کیا (جسے بعض حضرات ، حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں)

کہ اس اُمت کی انتہا میں اصلاح اسی نسخۂ شفاء سے ہوگی جس سے

اِبتداء میں اِصلاح ہوئی ——— یعنی قرآن سے !

اگر حوادثِ روزگار سے مرحوم کو فرصت ملتی تو بہت کچھ سامنے آجاتا لیکن جو آیا طلبِ صادق رکھنے والوں کے لئے وہی کافی ہے شرط محض اِتنی ہے کہ تعصب کی عینک اُتار کر اور لیگی کانگریسی کے چکر سے نکل کر بطورِ مسلمان نگارشاتِ ابوالکلام کا مطالعہ کیا جائے اور جذبۂ عمل کی بیداری کی نیت سے ، یقین ہے کہ دِل کا زنگ اُترے گا اور مسلمان اپنے مقام کو پالے گا ! (جاری ہے)

مومنین اہلِ سنت والجماعت کے لئے ایک عظیم علمی تحفہ !

نمازِ پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم

- مسائل قرآن مجید ، احادیث مبارکہ اور آثار صحابہؓ سے مدلل ۔
- پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی نماز کی واضح تصویر
- مستند مآخذ ، علمی سرمایہ ، عام فہم اندازِ بیان ۔

دلکش ترتیب ۔

- اُردو خواں حضرات کے لئے مدنی تحفہ جس کی افادیت مسلمہ ہے ۔
- امام ابوحنیفہؒ کی علمی عظمت ، فلسفیانہ اندازِ استدلال اور سنت سے والہانہ وابستگی کی ایک جھلک ۔

تالیف: الشیخ محمد الیاس فیصل مدینہ منورہ

تقدیم: الشیخ محمد شفیق اسعد

ہر اچھے بکسٹال سے یا براہ راست ہم سے طلب کریں

سُنّی پبلی کیشنز

پوسٹ بکس نمبر ۷۶۶ لاہور

قیمت ۴۵/۰۰ روپے

خادم حسین

"زبان میری ہے بات اُن کی"

● ـــــ (پاکستان) پولیس وحشیانہ تشدّد کے ذریعے بے گناہوں سے بھی اقرارِ جرم کرالیتی ہے۔ قیدیوں سے وحشیانہ سلوک کیا جاتا ہے ـــــ (امریکی محکمہ خارجہ کی سالانہ رپورٹ)

اصلاحِ پولیس کے سلسلے میں پاکستان لاء کمیشن کے لئے کیا یہی رپورٹ کافی نہیں ہے۔

● ـــــ اتحادی اصلی جنگ لڑ رہے ہیں ـــــ (بے نظیر)

بُش دورِ حاضر کا "یزید" ہے ـــــ (اصغر خان)

؎ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا ۔ بھان متی نے کُنبہ جوڑا

● ـــــ حاملہ عورتوں اور شیر خوار بچّوں کی ماؤں کو پنجاب کی جیلوں سے رہائی مل گئی۔ (ایک خبر)

جسٹس مُنیر خان ـــــ زندہ باد!

● ـــــ نواز شریف، کشمیریوں کے شانہ بشانہ لڑ کر جہاد کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں (نوابزادہ نصراللہ)

نواب صاحب! آپ مجاھدین کے شانہ بشانہ لڑ کر مفت کی شہادت حاصل کر سکتے ہیں۔

● ـــــ جنگ بندی کے لئے جو مقاصد پورے ہونا ضروری ہیں، گورباچوف بھی جانتے ہیں۔ (جارج بُش)

مسلمان طاقتوں کو کمزور کرنے کے لئے تمام غیر مسلم متفق ہیں۔

● ـــــ سندھ پولیس سٹیٹ بن چکا ہے۔ (قیوم نظامی)

پورے پاکستان کی بات کریں۔

● ـــــ بے نظیر خاتون ہونے کے باعث اکیلے سفر نہیں کر سکتیں۔ لاہور آنے جانے سے اُن کے بہت پیسے خرچ ہوتے ہیں۔ (خصوصی عدالت میں اعتزاز احسن کے دلائل)

پیدا ہوئے وکیل تو شیطان نے کہا ۔ لو آج ہم بھی صاحبِ اولاد ہو گئے

● ـــــ دو نوجوانوں نے جعل سازی سے بیوہ عورت کی زمین اپنے نام کروا لی۔ (ایک خبر)

اور ایک وہ ہیں جو بیوہ کو زمین دے کر دیتے ہیں۔

● ـــــ اگر میں کویت پر قبضہ نہ کرتا تو امریکہ کویت پر قبضہ کر لیتا۔ (صدر صدام)

اپنی بھاوج کو اغواء کرنیوالے کے بعد ایک شخص نے کہا ۔" اگر میں اُسے نہ لے جاتا تو ہمسایہ اُسے بھگا کر لے جارہا تھا۔

● ــــــ بغیر اجازت میکے جانے پر خاوند نے بیوی کو ہلاک کر دیا ۔ (ایک خبر)

سچ ہے مغرب اور مشرق ایک ہو سکتے نہیں : اُس طرف بیوی کھلی ہے اِس طرف شوہر کھلا

● ــــــ الیکشن میں صرف "ہزاروں ووٹ حاصل کرنیوالے لاکھوں رضا کار عراق بھیجنے کی باتیں کر رہے ہیں (حسین حقانی)

پسند سجناں دی ــــــ خرچہ ساڈا ۔ !

● ــــــ پاکپتن میں دو اعلیٰ روحانی شخصیات کا کار پر آمنا سامنا، کوئی کار پیچھے ہٹا کر راستہ دینے پر تیار نہ ہوا (ایک خبر)

پیرِ مغاں کی توبہ تِلّا ۔ رام دُھائی	دُودھ کا نگراں بگلا بلّا ۔ رام دُھائی
ناٹے لمبے منجھلے بونے ، رام دُھائی	آڑے ترچھے ، اونے پونے ، رام دُھائی

● ــــــ مُلّاں اور حکمران مکمل طور پر امریکی پالیسی کا حصّہ ہیں ۔ (بلتور)

پھٹے مُنہ تیرا ــــــ برزنیف دیا پُترا !

بستے زمیں پر تھے ۔ بچّے مخش فلم دیکھ رہے تھے ۔ (ایک خبر)

وزیرِ تعلیم کیا تبدیلی لائیں گے ؟

● ــــــ ایران میں سیاہ بارش (ایک خبر)

نصیب اپنا اپنا !

● ــــــ عراق میں مقاماتِ مقدسہ کا احترام کریں گے ۔ (نواز شریف کو ٹیلیفون پر بُش کی یقین دھانی)

سوہنیا ! امریکہ تیسل لین آیا لے ۔

● ــــــ گدھا ، ہسپتال کے ملازم کو کاٹتے ہی مر گیا ۔ (ایک خبر)

انسان کتنا زہریلا ہو رہا ہے ۔

● ــــــ وہ زیادہ عرصے تک باتھ روم پر قابض رہتی ہیں ۔ (امریکہ کے مرد فوجیوں کو زنانہ سپاہیوں سے شکایات)

گردشِ دوراں نے ثابت کر دیا ،	رفع حاجت بھی بڑا جنجال ہے
ضبط کی حد پر کھڑے ہیں چار دن	سانس کھینچے ہیں مگر مُنہ لال ہے

● ــــــ سرحد حکومت نے زلزلہ زدگان کی مدد کی بجائے انہیں کس جرم میں گرفتار کیا ہے ؟ (ایک خبر)

کرنیلوں کی نشان دہی سب سے بڑا جرم ہے ۔

وجدانیات

از : مولانا الحاج عبد الکریم صابر (ڈیرہ اسمٰعیل خان)

آج ملتان میں جو دارِ بنی ہاشم ہے
اس کا جو فرد ہے اخیارِ بنی ہاشم ہے
ایک سے ایک ہی ابرارِ بنی ہاشم ہے
گویا اِک مرکز احرارِ بنی ہاشم ہے

سب ہیں فاضل بھی، مُدبّر بھی مقررِ اعظم
باپ کی شان کے وارث ہیں مفکرِ اعظم

میم منعم کی محبت سے ہے معمور ہوئی
میم محسن کی مروت سے ہے مسرور ہوئی
میم مومن کی متانت سے ہے مخمور ہوئی
میم اِک خاص مدینہ میں ہے منظور ہوئی

حق تعالےٰ کے عطا کو یہ عطا کردہ ہیں
اللہ اللہ بہرِطور عطا وردہ ہیں

دُور اندیش ہیں تقدیر ہے تحریر عجیب
دِلرُبا دلکش و دِلدار بھی ہیں سب کے حبیب
اھلِ انصاف کے ذی فہم کے ہیں دل کے قریب
خوب حق گو بھی ہیں اور ختمِ نبوت کے نقیب

اس سے بڑھ کر ہو ترقی کی طرف ان کا قدم
صابرِ خستہ پہ بھی ان کی رہے نظرِ کرم

مسافرینِ آخرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ؕ

گزشتہ ماہ ہمارے کئی مہربان، بزرگ اور معاونین انتقال فرما گئے۔

حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمہ اللہ: آپ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے مہتمم اور متبحر عالم دین تھے۔ تمام عمر دینِ حق کی تعلیم و تدریس میں صرف کی اور اس کے ساتھ ساتھ جب بھی ملک میں کوئی دینی تحریک پروان چڑھتی تو آپ اس میں پیش پیش رہے۔ خصوصاً عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لئے آپ کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔

حضرت مولانا عبدالحکیم رحمہ اللہ: جمعیت علماءِ اسلام کے مرکزی رہنما تھے۔ بھٹو دور میں قومی اسمبلی کے ممبر بھی منتخب ہوئے۔ جامعہ فرقانیہ راولپنڈی کے بانی تھے۔ پاکستان میں مختلف دینی و سیاسی تحریکوں میں نمایاں کردار ادا کیا۔

حضرت مولانا احسان الحق رحمہ اللہ: آپ حضرت مولانا عبدالستار تونسوی مدظلہ کے حقیقی بھائی تھے۔ ردِّ رفض و سبائیت کی جدوجہد میں اپنے محترم بھائی کے دستِ راست رہے۔ عمر بھر تبلیغِ دین اور تدریس میں مصروف رہے۔ علاقہ تونسہ میں ہی انتقال فرمایا۔

اہلیہ مرحومہ، مولانا ارشاد احمد دیوبندی: ظاہر پیر ضلع رحیم یارخان میں مولانا ارشاد احمد دیوبندی ایک معروف نام ہے۔ علماءِ حق سے گہری محبت کا جذبہ رکھتے ہیں۔ اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ علاقہ بھر میں دین کی شمع روشن رکھے ہوئے ہیں۔ گزشتہ دنوں آپ کی اہلیہ محترمہ رحلت فرما گئیں۔

مدرسہ محمودیہ معمورہ کے معاونین: مجلس احرارِ اسلام کی زیرِ سرپرستی ناگڑیاں ضلع گجرات میں مدرسہ محمودیہ معمورہ قائم ہے۔ مدرسہ کے بہت ہی مخلص معاونین:

۱۔ جناب ناصر علیؒ ولد محمد خاں (اجوں) ۲۔ جناب رحمت خانؒ ولد سلطان علی گوجر ۳۔ جناب لال خانؒ ولد رستم علی گوجر، گزشتہ دنوں یکے بعد دیگرے رحلت کر گئے۔ تینوں معاونین دینی جذبہ رکھنے والے اور محبت کرنے والے ساتھی تھے۔ اور علاقہ میں مسلمان بچوں اور بچیوں کی دینی تعلیم و تربیت میں گہری

(بقیہ صـ ۲۹ پر)

چمن چمن اُجالا

حبیب اللہ رشیدی
ربوہ

انسانی حقوق سے متعلق امریکی محکمہ خارجہ کی رپورٹ جھوٹ کا پلندہ ہے ۔

مرزائیوں اور دیگر غیر مسلم اقلیتوں کو پاکستان میں مکمل آزادی حاصل ہے ۔

کشمیر اور فلسطین کے مسئلہ پر بھی اقوام متحدہ کی قرار دادوں پر عملدرآمد کرایا جائے ۔

(مولانا اللہ یار ارشد)

یکجہتی کشمیر کے سلسلہ میں ربوہ میں مجلس احرار اسلام کا جلوس ،

چندر شیکھر ، بش اور مرزا طاہر کے پتلے نذرِ آتش ،

روزنامہ جنگ لاہور ۱۲ فروری ۱۹۹۱ء میں امریکی محکمہ خارجہ کی انسانی حقوق سے متعلق رپورٹ کی دوسری اور آخری قسط شائع ہوئی جس میں افغان مجاہدین ، بنگلہ دیشی قیدیوں اور خصوصاً پاکستان میں مرزائیوں اور دیگر اقلیتوں سے متعلق شہری حقوق پر بحث کی گئی ہے ۔ رپورٹ میں پاکستان کے آئین کی اس شق کہ ایک مسلمان ہی ملک کا صدر یا وزیر اعظم بن سکتا ہے کو انسانی حقوق کے منافی قرار دیا گیا ہے ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ پاکستان میں مرزائیوں اور دیگر اقلیتوں پر ظلم ہو رہا ہے اور انہیں انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت نہیں خاص طور پر مرزائیوں کو ہراساں کیا جا رہا ہے اور ملازمتوں اور کالجوں میں داخلہ کے سلسلہ میں ان کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جا رہا ہے ۔

مسجد احرار ربوہ کے خطیب ——— مولانا اللہ یار ارشد نے ربوہ میں منعقدہ ایک احتجاجی جلسہ میں اس رپورٹ کو جھوٹ کا پلندہ ، لغو اور بے بنیاد قرار دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں مرزائیوں اور دیگر اقلیتوں کو مکمل آزادی اور شہری حقوق حاصل ہیں ۔ اقلیتیں انتخابات میں حصہ لیکر اپنے نمائندے اسمبلی میں بھیجتی ہیں مرزائیوں کا ایک نمائندہ قومی اسمبلی میں موجود ہے اور ایک وفاقی وزیر بھی غیر مسلم ہے ۔ سول اور فوج کے کئی کلیدی عہدوں پر مرزائی فائز ہیں جو میرٹ کی بنیاد پر نہیں بلکہ ناجائز ذرائع سے قابض ہیں وہ اپنے حقوق سے تجاوز کر کے یہاں کے مسلمان شہریوں کے حقوق کو غصب کئے ہوئے ہیں ۔ مرزائیوں کو کالجوں میں آسانی سے داخلہ ملتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ اپنے کوٹے سے تجاوز کرتے ہیں ۔ مولانا اللہ یار ارشد نے کہا کہ امریکی محکمہ خارجہ اسرائیلی یہودیوں کی طرح قادیانیوں کی بھی حمایت کرتا ہے ۔ قادیانی پاکستان میں امریکی اور اسرائیلی جاسوس ہیں ۔ منافقت

قادیانیوں کا طرۂ امتیاز اور تاریخی و مذہبی ورثہ ہے۔ وہ مظلومیت کا روپ دھار کر دنیا کو بیوقوف بنانے کی مذموم سعی کرتے رہتے ھیں۔ مولانا نے کہا کہ یہ رپورٹ بجائے خود انسانی حقوق کی توھین ہے۔ امریکی محکمہ خارجہ میں گھسے ہوئے قادیانیوں کے ہمدرد یہودیوں نے دانستہ بے خبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے شعوری طور پر جھوٹ بولا ہے۔ مولانا نے امریکہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے اُسے جھوٹا اور انسانیت کا قاتل قرار دیا۔ اُنہوں نے مرزائیوں کو متنبہ کیا کہ وہ ان اوچھے ہتھکنڈوں سے لوگوں کی حمایت حاصل نہیں کر سکتے ——— البتہ امریکیوں اور یہودیوں سے مالی مفاد ضرور حاصل کر سکتے ھیں۔ مولانا نے پاکستان کے صدر اور وزیر اعظم کے مسلمان ہونے کی آئینی شق پر امریکیوں کی تنقید کو پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت قرار دیتے ہوئے اس کی شدید مذمت کی۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمارا اپنا آئین اور دستور ہے جسے ملک کی قومی اسمبلی نے بنایا ہے۔ ہمارے قوانین ملک میں آباد مسلم اکثریت کے حقوق کے مطابق ھیں ——— ۵ فروری کو یوم یکجہتی کشمیر کے سلسلہ میں ربوہ میں مجلس احرار اسلام نے جلوس نکالا۔ اقصیٰ چوک پر مولانا اللہ یار ارشد نے شرکاء جلوس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسئلہ کشمیر اور فلسطین کو بھی اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل کیا جائے۔ امریکہ کو عراق سے متعلق سلامتی کونسل کی قرار دادیں تو یاد ھیں اور ان پر عملدرآمد کرانے میں اس نے انتہائی بھیانک اور جانبدارانہ کردار ادا کیا ہے مگر کشمیر اور فلسطین سے متعلق قرار دادیں عمداً یاد نہیں۔ اُنہوں نے عراق کے مسلمانوں پر امریکیوں اور اس کے اتحادیوں کے ظلم و ستم کی مذمت کرتے ہوئے اسے انسانیت کش اور مسلم دشمن رویہ قرار دیا۔ جلوس کے اختتام پر مجلس احرار اسلام کے کارکنوں نے چندر شیکھر، بش اور مرزا طاہر کے پتلوں پر جوتے برسائے اور انہیں نذر آتش کیا۔

مشاھد ڈوگر

گورنمنٹ ڈگری کالج فیصل آباد

گورنمنٹ کالج ہاسٹل میں مرزائیت کی تبلیغ پر تین مرزائیوں کا سوشل بائیکاٹ

مسلمان طلباء نے مرزائی طلباء کے برتن الگ کر دیئے۔

گزشتہ دنوں گورنمنٹ ڈگری کالج (سمن آباد) فیصل آباد میں نئی کلاسز کے آغاز کے ایک ماہ بعد اچانک معلوم ہوا کہ ہاسٹل کے کمرہ نمبر ۹ میں دو مرزائی طلباء نصیر اور طارق مقیم ہیں۔ اس کا انکشاف اُن کے کمرہ میں مقیم ایک مسلمان طالبعلم کے ذریعہ ہوا۔ ان کی کتابوں میں اچانک مرزائی لٹریچر دیکھ کر مسلمان طالب علم ششدر رہ گیا۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ وہ خفیہ طور پر اپنا لٹریچر مسلمان طلباء میں تقسیم کرتے ھیں۔ اور انہیں مرزائیت کی تبلیغ بھی کرتے ھیں۔ اس سلسلہ میں کمرہ نمبر ۱ میں

مقیم ایک اور مرزائی طالبِ علم ہمایوں اُن کا معاون و مددگار رہے۔ طلباء نے اپنے ایک اجتماع میں متفقہ طور پر مطالبہ کیا کہ چونکہ مذکورہ مرزائی طلباء نے لٹریچر کی تقسیم اور اپنے مذہب کی تبلیغ کرکے نہ صرف پاکستان کے قانون کی خلاف ورزی کی ہے بلکہ اسلامی قوانین کو بھی توڑا ہے۔ اِس سے مسلمان طلباء کے دینی جذبات مجروح ——— ہوئے ہیں۔ اِس لئے اِن کا سوشل بائیکاٹ کیا جائے اور اِن کے برتن علیحدہ کر دیئے جائیں۔ ہاسٹل کے چیف پریفیکٹ (ماہ نومبر دسمبر) مرزا شفیق الرحمٰن نے طلباء کی ترجمانی کرتے ہوئے اِس احتجاج اور مطالبہ کو ہاسٹل سپرنٹنڈنٹ ملک افتخار تک پہنچایا اور اُن پر زور دیا کہ اِس معاملہ پر فوری توجہ کریں اور طلباء کے مطالبہ کو تسلیم کرکے ہاسٹل کے ماحول کو پُرامن اور پُرسکون بنائیں۔ مگر انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں طلباء کی اکثریت نے اپنے ایک اجلاس میں فیصلہ کر لیا کہ جب تک ہمارا مطالبہ تسلیم نہیں کیا جاتا ہمارا میس (کھانا) بند رہے گا۔ میس بند ہونے سے انتظامیہ کے لئے نئے مسائل پیدا ہو گئے اور سپرنٹنڈنٹ نے طلباء کا مطالبہ تسلیم کرتے ہوئے مرزائی طلباء کے برتن مسلمانوں سے علیحدہ کر دیئے جب مرزائی طلباء (نصیر، طارق، ہمایوں) کو اِس فیصلہ کا علم ہُوا تو اُنہوں نے ہاسٹل چھوڑ دیا۔ یوں طلباء کی بروقت کارروائی نے مرزائیت کی تبلیغ کا راستہ بند کر دیا۔

ابنِ ابویوسف
چیچہ وطنی

مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کے نائب صدر،
ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المؤمن بخاری کی چیچہ وطنی آمد!

• یومِ معاویہؓ • پریس کانفرنس اور • اُحرار کارکنوں سے خطاب!

مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی نائب صدر ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہ ۱۵ فروری کو مقامی جماعت کی دعوت پر چیچہ وطنی تشریف لائے۔ اپنے مختصر قیام کے دوران آپ نے ہی ایک دن میں تین مختلف نشستوں میں اظہارِ خیال فرمایا۔ مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سوسائٹی میں یومِ معاویہؓ کے سلسلہ میں خطاب فرمایا بعد از مغرب پریس کانفرنس اور بعد العشاء دفترِ احرار میں مقامی احرار کارکنوں سے خلیج کی جنگ اور ملکی سیاسی اُمور پر گفتگو فرمائی قبل از نمازِ جمعہ یومِ معاویہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ صحابۂ کرامؓ کے بارے میں بُغض و عناد پھیلانا اور اُن کو آپس میں دُشمن بتانا کفار کا وطیرہ ہے مسلمانوں کا شیوہ نہیں۔ صحابہؓ کُفار کے مقابلے میں شدید اور آپس میں رحم دل ہیں جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے۔ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ۔

اُن کی یہ صفات دائمی ھیں اور قیامت تک کے زمانوں کو محیط ھیں ۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم کی اِس آیت کے مطابق صحابۂ کرامؓ پر تنقید کرنیوالوں کا یہ الزام غلط ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا مُعاویہؓ نے سیدنا علیؓ سے جنگ کر کے معاذاللہ دین کے اندر رخنہ ڈالا اور خدانخواستہ سیدنا علیؓ کی خلافت کا انکار کر کے اپنی خلافت کی راہ ہموار کی ۔

جبکہ سیدنا معاویہؓ نے اپنے عمل سے اِن تمام الزامات کو جھوٹا ثابت کر دیا ۔ اِن کا مقصد قصاص سیدنا عثمانؓ تھا نہ کہ سیدنا علیؓ کی خلافت کا اِنکار ، جس کا واضح ثبوت روم کے بادشاہ کو آپ کی طرف سے لکھا ہوا خط ہے جس میں آپ نے اُسے تنبیہ کی کہ " اگر تم نے سیدنا علیؓ کی طرف میلی آنکھ سے دیکھا تو میں تمہارے خلاف سیدنا علی کی طرف سے لڑنے والا پہلا آدمی ہوں گا ۔ سیدنا علی و مُعاویہ رضی اللہ عنہما کی صلح صحابہ کے رحماء بینھم ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے سیدعطاء المؤمن بخاری مدظلہٗ نے فرمایا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بے رحم ناقدین نے سیدنا معاویہؓ پر یہ تہمت لگانے سے بھی گریز نہ کیا کہ " اُنھوں نے خلافت کو ملوکیت میں بدل دیا ۔" ناقدین نے لفظِ ملوکیت کی آڑ میں اُنھیں نعوذباللہ دُنیا دار بادشاہ ثابت کرنے کی ناپاک جسارت اور آپ کی خلافت و حکومت کو کفار سے مماثل بادشاہت قرار دینے کی ہر دُور میں کی ہے ــــــ شاہ جی نے فرمایا کہ ناقدینِ صحابۂ کرام کے گروہِ خبیث میں مودودی ہو یا قاضی چک والی دونوں اللہ کے ہاں مجرم ھیں ۔ اللہ اور اُس کے رسول علیہ السلام نے نے صحابۂ کرامؓ کا مقام و منصب متعین کر دیا ہے اب اُس کے بعد کسی کی رائے کی ضرورت باقی نہیں رہتی ۔ جو بھی صحابۂ کرام پر تنقید کرے گا مُنہ کی کھائے گا ۔

دیکھو گے بُرا حال صحابہ کے عدو کا
مُنہ پہ ہی گرا جس نے بھی مہتاب پہ تھوکا

صحابۂ کرامؓ جرح و تنقید سے ماورا ھیں ۔ غیر صحابی خواہ تابعی ہی کیوں نہ ہو اُسے مشاجراتِ صحابہؓ میں حکم نہیں مانا جا سکتا ۔ صحابہؓ کے مقابلے میں کسی غیر صحابی کے وجود کی کوئی حقیقت ہے ، نہ رائے کی کوئی حیثیت ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر سیدنا معاویہؓ کو خلافت کی بشارت دی آپ علیہ السلام نے فرمایا ! اے مُعاویہؓ جب اللہ تمہیں قمیص پہنائے گا تو تمہاری کیا حالت ہوگی ؟" یہی الفاظ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی فرمائے اب یہ کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ وہی قمیص سیدنا عثمان زیب تن فرمائیں تو خلافت ہے اور سیدنا معاویہؓ پہنیں تو بادشاہت ؟

عقل ہے محو تماشائے لبِ بام ابھی

آپ نے کہا کہ نبی کریم علیہ السلام نے سیدنا معاویہؓ کی دیانت اور ایمان پہ اعتماد فرما کر انہیں خلافت کی بشارت دی اور ساتھ یہ نصیحت بھی فرمائی کہ " اللہ تمہیں حکومت دے تو عدل کرنا ۔" پھر نواسۂ رسول جگر بتول سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ

نے خلافتِ راشدہ سیدنا معاویہؓ کے سپرد کرکے اُن کی بیعت فرمائی اور یہ ارشاد فرمایا کہ " میں نے اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا کہ خلافت و حکومت ایک دن معاویہؓ کو ضرور ملے گی ۔

آپ نے کہا کہ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے اپنے لاڈلے نواسے سیدنا حسنؓ کو مخاطب کرکے فرمایا : "میرا یہ بیٹا سردار ہے ، جو مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا ۔"

تاریخ شاھد ہے کہ سیدنا حسن مجتبیٰؓ نے اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام پیش گوئیوں کو پورا کیا ۔

۱۔ سیدنا علیؓ کی شہادت کے بعد وہ خلیفہ منتخب ہوئے مگر سیدنا معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دست بردار ہو کر امت کو بڑے فتنہ و فساد سے بچایا ۔ اور مسلمانوں میں صلح و سکون کا ماحول پیدا کر دیا ۔

۲۔ سیدنا معاویہؓ کی خلافتِ راشدہ کو مضبوط و مستحکم کیا ۔ اور امورِ مملکت میں اُن سے مکمل تعاون کیا ۔

۳۔ اپنے والد ماجد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نصیحت پر عمل کیا (بیٹا ! معاویہؓ کی حکومت کو ناپسند نہ کرنا ۔)

سیدنا حسنؓ مصلحِ امت تھے ۔ اُنہوں نے کمالِ حسنِ تدبیر سے سیدنا علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کے عہد میں سبائیوں کی پیدا کردہ رنجشوں کو محبت و اخوت میں بدل دیا ۔

ناقدینِ معاویہؓ سے میرا ایک ہی سوال ہے کہ سیدنا حسنؓ اور دیگر تمام صحابہ کرامؓ نے سیدنا معاویہؓ کی بیعت کیا سمجھ کر کی تھی ، اُنہیں خلیفہ سمجھ کر یا بادشاہ ———— ؟

یقیناً اُنہوں نے سیدنا معاویہؓ کو خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر اُن کی بیعت کی لیکن عصرِ حاضر کے کورِ بصر ناقدین بادشاہتوں سے اتنے مرعوب و متاثر ھیں کہ اُنہیں خلافتِ معاویہؓ بادشاہت نظر آتی ہے ۔ حالانکہ ملوکیت کا لفظ قرآن کریم میں بڑے خوبصورت معنوں میں استعمال ہوا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے نبوت اور ملوکیت کو نعمت قرار دیا ہے ۔ "اللہ نے انبیاء کو نبوت اور بادشاہت دونوں عطا کیں " (القرآن) لیکن انگریز بادشاہوں سے جاگیریں اور مفادات حاصل کرنے والے اتنی تمیز کہاں کر سکتے ھیں کہ یورپ اور اسلام کے تصورِ بادشاہت میں واضح فرق ہے ۔

آپ نے کہا کہ سیدنا معاویہؓ بلاشبہ چھٹے خلیفۂ راشد و عادل ھیں ۔ اسلام پر اُن کے بے شمار احسانات ھیں اُن کے عہدِ خلافت میں بے شمار ملک اسلامی حکومت کے زیرِ نگیں آئے ، اور کفر و شرک کے غرور و تکبر کو پامال کرکے اسلام کو سربلند کر دیا گیا ۔ اُن کی حکومت فلاحی حکومت تھی ۔

دفترِ احرار میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے شاہ جی نے کہا کہ خلیج کی موجودہ صورتِ حال ملتِ اسلامیہ کے خلاف کُفریہ طاقتوں کی مکروہ سازشوں کا نتیجہ ہے ۔ امریکہ و روس اور اسرائیل مُسلمانوں کے کھُلے دشمن ھیں ۔ ان کی سازشوں کے نتیجہ میں سعودی عرب اور عراق دونوں ملکوں میں مسلمان قتل ہو رہے ھیں ۔ اُنہوں نے عراق پر امریکی جارحیت

کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ حقوقِ انسانیت کے تحفظ کا نام نہاد علمبردار امریکہ نہایت وحشیانہ طریقہ سے عراق کے بے گناہ مسلمانوں کو قتل کر رہا ہے اور اسرائیل کی چہیتے بیٹے کی طرح پرورش کر رہا ہے۔ امریکی فوجیں کویت کی بازیابی کے لئے نہیں بلکہ عربوں کے تیل اور دولت پر قبضہ کرنے کے لئے خلیج میں داخل ہوئی ہیں انہوں نے کہا کہ صدام حسین سعودی عرب پر حملہ کرنے کی بجائے صرف اسرائیل پر حملہ کرتے تو انہیں پوری امتِ مسلمہ کی حمایت حاصل ہو جاتی انہوں نے کہا کہ خلیج کا بحران ملّتِ اسلامیہ کے وقار کا مسئلہ ہے۔ مجلس احرارِ اسلام کا موقف یہ ہے کہ اس مسئلہ میں کسی غیر مسلم کو چودھری بنانے کی بجائے صدام حسین کو شاہ فہد سے صلح کرکے اس تنازعہ کو خود حل کرنا چاہیئے۔ اور کویت کو بہر صورت آزاد کرنا چاہیئے۔ امریکہ اور اس کے غیر مسلم اتحادی لوگ کویت آزاد کرانے میں مخلص ہیں تو افغانستان سے روسی فوجوں کے انخلاء کی آزمودہ کامیاب پالیسی کیوں نہیں اپناتے؟ روس نے منافقانہ کردار ادا کرتے ہوئے سلامتی کونسل میں خلیج کے مسئلہ پر ویٹو کا حق استعمال نہیں کیا، اگر وہ ایسا کرتا تو آج صورتِ حال مختلف ہوتی۔ امریکہ کو سلامتی کونسل کی عراق کے خلاف قرارداد تو یاد ہے مگر فلسطین اور کشمیر کی قراردادیں عمداً یاد نہیں۔ امریکہ نے کشمیر و فلسطین کے مسئلے پر گونگے شیطان کا کردار ادا کیا ہے۔

سید عطاء المومن بخاری نے کہا کہ یہ پہلو قابلِ توجہ ہے کہ عراق نے اگر جنگی صلاحیت لڑنے کے لئے حاصل کی تھی تو پھر اسرائیل کی بجائے کویت پر قبضہ کیوں کیا۔؟

آپ نے موجودہ حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے وعدہ کے مطابق پاکستان میں فوراً اسلامی نظام نافذ کرے۔ ورنہ موجودہ حالات میں نفاذِ اسلام کے بغیر بین الاقوامی سطح پر امتِ مسلمہ کے مشترکہ مفاد کے لئے پاکستان محافظ کا کردار ادا نہیں کر سکتا۔ اس کے علاوہ داخلی طور پر ملک میں سیاسی بحران بڑھے گا۔ نفاذِ اسلام کے وعدہ سے انحراف ———— — — ———— — ———— پر قومی ردِّ عمل میں شدت پیدا ہوگی۔ اب حکومت کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ اُسے اسمبلی میں قطعی اکثریت اسی وعدہ کی وجہ سے حاصل ہے۔ اس کام میں تاخیر اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

بعد العشاء احرار کارکنوں کے اجلاس میں جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے جماعت کے تبلیغی اور تعمیراتی منصوبوں کے علاوہ موجودہ سیاسی صورتِ حال میں جماعت کے کردار پہ مفصّل گفتگو کی۔ اور شاہ جی مدظلہٗ نے مختلف کارکنوں کے سوالات کے جواب دیئے۔ بعد ازاں دار العلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کی تعمیر کے لئے ایک مالیاتی اور تعمیراتی کمیٹی بھی تشکیل دی گئی

اس سے قبل ۱۴ فروری کو مدرسہ معمورہ ملتان کے صدر مدرس حضرت پیر جی سید عطاء المھیمن بخاری مدظلہٗ نے دار العلوم ختم نبوت کے درجہ قرآن کے شعبۂ حفظ و ناظرہ کے طلباء کا امتحان لیا۔ اس وقت دار العلوم میں ڈیڑھ سو

سے زیادہ طلباء زیرِ تعلیم ھیں۔ نتیجۂ امتحان نہایت شاندار رہا۔ حضرت پیرجی مدظلہ، نے طلباء کو تعلیم پر مزید توجہ دینے کی نصیحت فرمائی اور اساتذہ سے معیارِ تعلیم مزید بہتر بنانے کے لئے تبادلۂ خیال کیا۔

اصغر عثمانی

لاہور

احرار کارکن عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس صحابہؓ کے تحفظ کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔

گلبرگ میں دفتر احرار کے افتتاح کی تقریب سے مرکزی ناظم اعلیٰ سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کا خطاب

مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے ناظم اعلیٰ ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ، ۳ر فروری کو نہایت مختصر دورے پر لاہور تشریف لائے۔ آپ نے اچھرہ، علامہ اقبال ٹاؤن اور گلبرگ میں احرار کارکنوں سے خطاب کیا۔

آپ نے ۳ر فروری کو مدرسہ عربیہ عثمانیہ ماڈل ٹاؤن گلی نمبر ۱۴۰ ۲۵۰۔کے، گلبرگ ۳ میں مجلس احرارِ اسلام حلقہ گلبرگ کے دفتر کا افتتاح کیا۔ اس پُر وقار تقریب میں کارکنوں سے گفتگو کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ ہماری جماعت مجلس احرارِ اسلام ایک واضح اور سچا نصب العین رکھتی ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ، ناموسِ ازواج و اصحاب رسول علیہم الرضوان کا تحفظ اور حکومتِ الٰہیہ کا قیام، ہمارے منشور کے اساسی عنوان ہیں۔ اکابرِ احرار نے اسی مشن کے تحفظ کے لئے لازوال قربانیاں دیں اور سینکڑوں احرار کارکن اس جہاد میں رُتبۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

آپ نے کہا کہ احرار کارکن اِس دینی جدوجہد کو تیز تر کر دیں اور محض اللہ کی رضا کے لئے اپنی تمام صلاحیتیں اور قوتیں حکومتِ الٰہیہ کے قیام کے لئے وقف کر دیں۔

اِس موقع پر مجلس احرار اسلام حلقہ گلبرگ کا انتخاب بھی عمل میں لایا گیا جو درج ذیل ہے۔

صدر :۔ حکیم محمد انور مجاہد، نائب صدر :۔ محمد اکمل ناظم اعلیٰ :۔ قاری محمد اصغر عثمانی
نائب ناظم : شیخ ثاقب فیاض، ناظم نشر و اشاعت :۔ امجد اقبال، نائب ناظم نشر و اشاعت :۔ حاجی محمد عباس

اس اجلاس میں مجلس احرار اسلام لاہور کے رہنما محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ میاں محمد ادریس، ملک محمد یوسف، رانا محمد فاروق اور قاری محمد یوسف احرار بھی موجود تھے۔

جام پور

● ڈی ایس پی جام پور رافضیوں کی سرپرستی کر رہے ہیں اور رافضی صحابۂ کرام رض پر تبرّا بازی کر کے اہلِ سنّت کے جذبات مشتعل کر رہے ہیں ۔

● انتظامیہ خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے ۔ وزیر اعلیٰ پنجاب ڈی ایس پی کو معطّل کر کے شہر کو فسادات سے بچائیں ۔

جام پور ضلع راجن پور کا ایک حساس شہر ہے ۔ بانیٔ احرار امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماءِ اہلِ سنت نے یہاں تبلیغِ دین کے سلسلہ میں بڑی محنت کی ہے ، جس کے نتیجہ میں علاقہ بھر کے مسلمان عوام ایک خاص دینی مزاج رکھتے ہیں اور تحفظِ ناموس ازواج و اصحابِ رسول علیہم السلام کے جذبہ سے سرشار اور سرگرم رہتے ہیں ۔ گزشتہ کئی دنوں سے علاقہ بھر کے عوام اہلِ سنت مقامی انتظامیہ سے نالاں و شاکی ہیں جس کی بڑی وجہ مقامی ڈی ایس پی کی فرقہ وارانہ سرگرمیاں ہیں ۔ موصوف علاقہ کی بااثر سیاسی شخصیتوں نصر اللہ خاں دریشک اور ذوالفقار خاں کھوسہ کے منظورِ نظر بھی ہیں ۔ کچھ عرصہ سے اُن کی فرقہ وارانہ سرگرمیوں کی رفتار میں خاصی تیزی آگئی ہے ۔ ذاتی طور پر وہ شیعہ نواز ذہن رکھتے ہیں مگر ان کے انتظامی عہدے کے تقاضے اس سے قطعی مختلف ہیں ۔ لیکن جو صورتِ حال ہمارے علم میں آئی ہے وہ انتہائی افسوسناک اور قابلِ توجہ ہے ۔ ہمارے نمائندہ خصوصی نے دینی حلقوں کی طرف سے مسلسل شکایات موصول ہونے پر عوامی سروے کے ذریعہ مختلف افراد سے اُن کے بارے میں جو معلومات ہمیں فراہم کی ہیں وہ درج ذیل ہیں ۔

ڈی ایس پی جام پور ایک متعصب رافضی ہیں ۔ اُن کا دفتر انتظامی اُمور کی سرانجام دہی کی بجائے شیعہ مفادات کے تحفظ کے لئے استعمال ہوتا ہے ۔ شہر میں اہلِ سنّت عوام کی قطعی اکثریت ہونے کے باوجود وہ اُن کے حقوق پامال کرنے کے درپے رہتے ہیں ۔ اپنے ہم مذہب لوگوں کی زیادتیوں کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کرنے سے قاصر ہیں اور اہلِ سنّت کے غریب کارکنوں کو اپنے تشدد کا نشانہ بنایا ہوا ہے ۔ ڈی ایس پی موصوف شہر کی پُرامن دینی فضا کو مکدّر کرنا چاہتا ہے ۔ اور اپنے مذہبی تعلق کی بناء پر جھنگ میں ہونے والے فسادات کا انتقام یہاں کے بے گناہ شہریوں سے لینا چاہتا ہے ۔

موصوف جب یہاں تعینات ہوئے تو اس نے سب سے پہلا کام علاقہ بھر سے اپنے ہم مذہب بااثر افراد سے رابطہ کی صورت میں کیا ۔ اُنہیں پولیس گاڑیاں بھیج کر گھروں سے اپنے دفتر بلوایا ۔ اور دعوت کا اہتمام کیا ۔ یہ دعوتیں تقریباً ایک ہفتہ جاری

رہیں۔ اور اُن کے ہم مذہب افراد نے اُن کی آمد پر شہر میں جشن منایا۔ پھر چند ہفتوں میں ہی جام پور کی دینی فضا میں سخت کشیدگی پیدا ہوگئی۔ جام پور میں موصوف کی تعیناتی کے بعد رونما ہونے والے چند واقعات کی اجمالی جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

- انجمن سپاہِ صحابہ کے حافظ فیض الحق کو چانڈیاں چوک میں شیعوں نے بلاجواز پیٹا اور ان کو تشدد کا نشانہ بنایا۔
- ڈاکٹر گل محمد صاحب کے مکان پر شیعوں نے حملہ کرکے دروازہ توڑ ڈالا، انہیں گالیاں بکیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر علانیہ تبرّیٰ کرنے کے ساتھ ساتھ اُن کے خلاف نعرہ بازی بھی کی۔
- چہلم کے موقع پر شہر کی دیواروں پر خلیفۂ راشد سیدنا معاویہؓ کو کافر لکھا گیا۔ (نعوذ باللہ)
- سیدنا معاویہؓ کا اسمِ گرامی ایک لکڑی کی تختی پر لکھ کر اس پر گندگی پھینکی گئی۔
- ۲۷ جنوری کو شہیدِ ناموسِ صحابہؓ مولانا ایثار القاسمی رحمۃ اللہ کے ظالمانہ قتل کے خلاف اہلِ سنت کے تمام حلقوں نے مشترکہ طور پر ایک پُرامن احتجاجی جلوس نکالا، جونہی جلوس چوک علی پور بازار پہنچا تو وہاں بُرچھے ہوئے رافضیوں نے فائرنگ کر دی ——— مگر انتظامیہ نے کچھ نہ کیا۔
- ایک مسلمان کو مولانا حق نواز جھنگوی شہید کی تقریر سننے کے جرم میں گرفتار کرکے چودہ گھنٹے حوالات میں بند رکھا۔

یہ تمام افسوسناک واقعات ڈی ایس پی موصوف اور انتظامیہ کے اعلیٰ افسروں کے علم میں لائے گئے اور قانونی کارروائی کے لیے درخواست بھی دی گئی بجائے اسکے کہ ڈی ایس پی اس کا نوٹس لیتا اور مجرموں کو گرفتار کرکے اُن کے خلاف قانونی کارروائی کرتا مگر اس کے برعکس اہلِ سنت والجماعت کے کارکنوں کو ظلم کا نشانہ بنانا شروع کر دیا اور انہیں مسلسل ڈرایا دھمکایا جارہا ہے ڈی ایس پی موصوف کے علاقہ کی بااثر سیاسی شخصیتوں کے ساتھ گہرے روابط ہیں۔ انتخابات میں نصراللہ خاں دریشک اور ذوالفقار خان کھوسہ کی انتخابی مہم میں نمایاں کردار ادا کیا۔ یہی بااثر شخصیات اسکی پشت پناہی کرتی ہیں۔ گویا یہ ایک تثلیث ہے جو اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے سرگرم رہتی ہے۔

ڈی ایس پی کے جانبدارانہ رویّہ کے خلاف وزیرِ اعلیٰ پنجاب کو درخواست دی گئی جس کے نتیجہ میں چودھری محمد شفیع ایس پی ضلع راجن پور انکوائری پر مامور ہوئے، انہوں نے حافظ فیض الحق، نذیر احمد احرار، اور مولانا عبیداللہ خطیب جامع مسجد فاروقی کو طلب کیا، تینوں نے اپنے بیانات قلمبند کرائے، الزامات بھی درست ثابت ہوئے، مگر نصراللہ خاں دریشک اور ذوالفقار خان کھوسہ کی پشت پناہی کارروائی کی راہ میں حائل ہوگئی اور انکوائری کو سرد خانے میں ڈال دیا گیا۔

جام پور کی دینی، سیاسی جماعتوں، مجلسِ احرارِ اسلام، انجمن سپاہِ صحابہؓ تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت، جمعیت علماء اسلام تنظیمِ اہلِ سنت، مجلس خدام صحابہؓ مجلسِ محبانِ آل واصحابِ رسول علیہم السلام انجمن قائم آلِ معاویہؓ، اور سرفروش تنظیم کے رہنماؤں نے وزیرِ اعلیٰ پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ڈی ایس پی موصوف کے خلاف اِن الزامات کی تحقیقات کرائیں۔ اُسے فوری

طور پر معطل کیا جائے، تاکہ ایک افسر کے جانبدارانہ رویے سے شہر میں فرقہ وارانہ فسادات کی جو صورتِ حال پیدا ہو رہی ہے اُسے روکا جا سکے۔ وزیرِ اعلیٰ پنجاب جام پور کے حالات پر خصوصی توجہ فرمائیں اور علماء و کارکنانِ اہلِ سُنّت کو ڈی ایس پی کی انتقامی کارروائیوں کی زد سے بچائیں۔

ھارون الرشید
قائم پور

خلیفۂ راشد سیّدنا مُعاویہ رضؓ نے چونسٹھ لاکھ مربع میل میں اسلام کی حکومت قائم کی اُنہوں نے اپنی تدبیر و سیاست سے خبیثانِ عجم کی سازشوں کو تار تار کیا۔

(سیّد عطاء المحسن بخاریؒ)

گزشتہ دِنوں مجلسِ احرارِ اسلام قائم پور ضلع بہاولپور کے زیرِ اہتمام یومِ معاویہ رضؓ کے سلسلہ میں جلسہ عام منعقد ہوا جس میں مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کے ناظمِ اعلیٰ ابنِ امیرِ شریعت سیّد عطاء المحسن بخاری مدظلہٗ اور جناب ابوسفیان تائب نے خطاب کیا۔ سیّد عطاء المحسن بخاری مدظلہٗ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی، آپ کے برادرِ نسبتی اور کاتبِ وحی تھے۔ وہ سیّدنا ابوبکر و عمر، عثمان، علی، اور حسن رضی اللہ عنہم کی طرح ہی خلیفۂ راشد تھے۔ سیّدنا معاویہ رضؓ نے چونسٹھ (۶۴) لاکھ مربع میل پر مشتمل سب سے بڑی اسلامی سلطنت پر بیس سال تک حکومت کی، عدل و انصاف کے ساتھ احکامِ خداوندی پر عمل کیا اور کرایا۔ آپ سے رعایا ہمیشہ خوش رہی، آپ کی حکومت میں فلاحی ریاست قائم ہوئی سیّدنا معاویہ رضؓ نے عرب سے افریقہ تک اور بحیرۂ روم سے بحیرۂ اوقیانوس تک اسلامی پرچم لہرایا اور کفار و مشرکین کے خلاف زبردست جہاد کر کے اُنہیں ذلیل و رُسوا کیا، منافقین و خبیثانِ عجم کی سازشوں کو تار تار کیا، اور پوری جرأت و بہادری کے ساتھ نہ صرف اُن پر حکومت کی بلکہ اُن سے خراج وصول کیا۔

سیّد عطاء المحسن بخاری مدظلہٗ نے کہا کہ ناقدینِ صحابہ کے جدید گروہ اور نام نہاد وکیلِ صحابہ رضؓ قاضی چک والی کو خلیفۂ راشد سیّدنا معاویہ رضؓ پر اپنی طعن طراز متعفن زبان اور قلم کو لگام دینی چاہیئے۔ سیّدنا مُعاویہ رضؓ سے اللہ، رسول، صحابہ سب راضی ہو گئے مگر قاضی چک والی راضی نہ ہوئے۔ اُنہوں نے کہا کہ جو شخص بھی سیّدنا معاویہ رضؓ یا صحابۂ کرام رضؓ کی جماعت کے کسی بھی فرد پر تنقید کرتا ہے وہ سبائیوں اور رافضیوں کا ایجنٹ ہے۔ انہوں نے کہا کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تھا کہ: خبردار! "قصاصِ عثمان رضؓ کا مطالبہ کرنیوالوں کے بارے میں اپنی زبانوں کو خاموش رکھنا۔" قاضی چک والی

سیدنا علیؓ کے دفاع کا بہانہ بنا کہ سیدنا معاویہؓ کی شخصیت پر حملہ آور ہوتے ہیں اور وہی کچھ کہتے ہیں جو سبائی اور رافضی کہتے ہیں ۔ اُنہوں نے سُنّی مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ دِفاعِ ناموسِ صحابہؓ وقت کا سب سے اہم تقاضیٰ ہے ، اس لئے وہ صحابہ کرامؓ کے خلاف ہونے والی تمام سازشوں کو بے نقاب اور ناکام کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں ۔

جلسہ سے مجلسِ احرارِ اسلام حاصل پور کے ناظمِ اعلیٰ جناب ابوسفیان تائب نے بھی خطاب کیا ۔ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت ، سیرت اور کارہائے نمایاں پر بھرپور اظہارِ خیال کیا ۔

ابو معاویہ محمد کفایت اللہ

حاصل پور

امریکہ ، روس اور اسرائیل عالمِ اسلام اور انسانیت کے بد ترین دشمن ہیں ۔ اسلامی ممالک متحد ہو جائیں تو صحرائے عرب یہود و نصاریٰ اور دہریوں کا قبرستان ثابت ہو گا ہوں گے ۔ عراق کے شہری ٹھکانوں پر امریکہ کی وحشیانہ بمباری سراسر ظلم ہے :

(ابو سفیان تائب)

مجلسِ احرارِ اسلام حاصلپور کے ناظمِ اعلیٰ ابوسفیان تائب نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ امریکہ روس اور اسرائیل عالمِ اسلام اور انسانیت کے بد ترین دشمن ہیں جو اپنی مکاری سے امتِ مسلمہ میں نفاق ڈال کر اُنہیں آپس میں لڑانے ، مسلمانوں کو سیاسی و اقتصادی اور دِفاعی طور پر کمزور کرنے ، خزانوں اور تیل کے چشموں پر قبضہ کرنے کی سازشوں میں مصروف ہیں ۔ امریکہ کویت کی آزادی اور عراق پر حملے کی آڑ میں اسرائیل کو مضبوط کر رہا ہے ۔ مسلمانوں کی دفاعی قوت کو برباد کر کے یہودیوں کو عربوں اور عالمِ اسلام پر مسلّط کر رہا ہے ۔ اُنہوں نے کہا کہ کویت پر عراقی قبضہ نے امریکہ کو خلیج میں فوجیں اُتارنے کا موقع فراہم کیا ، کویت پر عراقی قبضہ کو نہ اسوقت کسی نے سراہا نہ اب کسی نے درست سمجھا اور خود عراق بھی اب کویت سے غیر مشروط واپسی پر رضامند ہو گیا ہے ۔ اگر صدام حسین پہلے ہی اس مسئلہ کو اسلامی ممالک کی مدد سے حل کر لیتے تو مسلمان قتل و غارت گری سے دوچار نہ ہوتے ۔ اُنہوں نے کہا کہ اب بھی وقت ہے کہ صدام حسین روس کو فیصل ماننے کی بجائے اسلامی ممالک کی کانفرنس کے ذریعہ اپنے مسائل خود حل کریں نہ کہ اپنی قسمت کے فیصلے دہریوں اور یہود و نصاریٰ کے ہاتھوں میں دے دیں ۔ وہ اُمتِ مسلمہ کے اتحاد کے داعی بن کر اُٹھیں اور آپس میں لڑنے کی بجائے متحد ہو کر اسرائیل پر حملہ کر دیں ، اُنہوں نے کہا کہ جنگ کی طوالت تمام مسلم ممالک کو سیاسی اور اقتصادی طور پر تباہ کر دے گی ۔ عراق کویت

سے اپنی فوجیں واپس بُلائے اور خلیج میں قیامِ امن کے لئے مسلم ممالک کی افواج تعینات کی جائیں ۔ انہوں نے بے گناہ عراقی مسلمانوں کے شہری ٹھکانوں پر امریکی وحشیانہ بمباری کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ انسانیت کا نام نہاد ٹھیکیدار بے گناہ شہریوں کو قتل کر رہا ہے ۔ اُنہوں نے کہا کہ اب جبکہ عراق نے غیر مشروط طور پر کویت سے اپنی فوجیں واپس بلانے پیش کش ہے تو امریکہ اُسے ماننے سے انکار کر رہا ہے جس کا واضح مطلب ہے کہ امریکہ کی خلیج میں آمد کویت کی آزادی کے لئے نہیں بلکہ مسلمانوں کو تباہ کرنا اور وسائل پر قبضہ کرنا مقصود ہے ۔ اُنہوں نے امریکہ سے مطالبہ کیا کہ وہ خلیج سے فوراً نکل جائے مسلمانوں کو باہمی تنازعات خود حل کرنے دے ۔

انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کی موجودہ پستی اور تباہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے انحراف اور دین سے عملی بغاوت کی سزا ہے ۔ اُنہوں نے کہا کہ نبی علیہ السلام کی اطاعت اور عملی زندگی میں دینِ اسلام کا اجراء ہماری ترقی، خوشحالی اور حفاظت کی ضمانت ہے ۔

بدر منیر احرار

خانپور

• دینی جماعتیں پاکستان میں حکومتِ الٰہیہ کے قیام کے لئے متحد ہو جائیں ۔

• صدام حسین نے امریکی سازش کا شکار ہو کر کویت پر قبضہ کیا' اور اُمتِ مسلمہ کو بڑی آزمائش میں مبتلا کر دیا ۔

سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہٗ کا ضلع رحیم یار خان میں مختلف اجتماعات سے خطاب — !

عالمی مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کے نائب صدر سید عطاء المؤمن بخاری نے گزشتہ ماہ ضلع رحیم یار خان کے مختلف علاقوں میں کئی تبلیغی اجتماعات سے خطاب کیا ۔ اِن میں خانپور، رحیم یار خان، صادق آباد، ظاہر پیر، بدلی شریف، بستی مولویاں، غازی پور اور بستی پروچیڑاں کے اجتماعات خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں ۔ اس کے علاوہ پریس کانفرنس اور مجلس احرارِ اسلام کے کارکنوں کے اجتماعات میں بھی اُنہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ۔ جامع مسجد عثمانیہ محلہ رحیم آباد خانپور میں عظیم الشان سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا :

" نفاذِ اسلام کے دو ہی راستے ہیں، تبلیغ اور جہاد —— اور یہ دونوں کام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر انبیاء کا سلسلہ بھی ختم ہوا، اور دین بھی مکمل ہوا ۔ اس لئے تا قیامت آپ کی

شریعتِ مطہرہ پر ہی عمل ہوگا۔ اللہ جل شانہٗ نے آپ علیہ السلام کے ذریعہ انسانوں کی مکمل رہنمائی فرمائی اور آپ کے دین کو قائم و دائم رکھنے کے لئے تبلیغ اور جہاد کا سلسلہ بھی قیامت تک جاری رکھا" ــــــ خود نبی علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے "جہاد تا قیامت جاری رہے گا۔"

سید عطاء المؤمن بخاری نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام کی سیرتِ طیبہ میں تبلیغ اور جہاد کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی علیہ السلام کی معیت میں انہی اصولوں پر عمل فرمایا اور اپنا وجود اور صلاحیتیں کو دینِ اسلام کے نفاذ و استحکام کے لئے وقف کردیں۔ آپ نے کہا کہ نبی علیہ السلام کا طریقہ ہی امتِ مسلمہ کی فوز و فلاح کی ضمانت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابۂ کرام نے کفار و مشرکین کی بے شمار سلطنتوں کو تاراج کر کے وہاں اسلام کی حکومتیں قائم کیں اور یہ انکے جذبہ اخلاص اور اطاعتِ رسول کا نتیجہ تھا۔ آپ علیہ السلام نے گھریلو مسائل سے لے کر حکومت تک زندگی کے تمام شعبوں میں انسانوں کی مکمل رہنمائی فرمائی ہے۔ صحابۂ کرامؓ اس رہنمائی میں اٹھے اور عرب و عجم پر اسلام کی حکومت قائم کر دی۔ جلسہ سے مولانا عبد القادر ڈاہر نے بھی خطاب کیا۔ ظاہر پیر میں آپ نے کارکنوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں سیاست دانوں کے منافقانہ اور مفاد پرستانہ کردار نے ملک کو نفاذِ اسلام کی منزلوں سے دُور کیا ہے۔ انہوں نے کہا اگرچہ حکمرانوں کے بارے میں ہم کبھی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہوئے۔ ہم جانتے ھیں کہ وہ اقتدار کے حصول کے لئے تو اسلام کا نعرہ لگاتے ھیں مگر حکومت میں آنے کے بعد اس سے انحراف و احتراز کرتے ھیں۔ لیکن حکمرانوں کی اور ہماری الگ الگ ذمہ داریاں ھیں جس کے لئے ہم اللہ کے ہاں جواب دہ ھیں ہم دیانت داری کے ساتھ اپنی ذمہ داری پوری کریں گے۔ اور اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے ملک میں کسی دوسرے نظام کو نہیں چلنے دیں گے۔ ہر ممکن صورت میں کفریہ نظام کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کریں گے۔ ہماری منزل پاکستان میں حکومتِ الٰہیہ کا قیام ہے۔

سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہٗ نے دیگر علاقوں میں مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پوری قوم جانتی ہے کہ موجودہ حکومت بھی نفاذِ اسلام کے نعرہ کے طفیل معرضِ وجود میں آئی ہے۔ اربابِ حکومت کو اپنا وعدہ پورا کرنا چاہیئے اور ملک میں فوراً اسلام کا عادلانہ نظام نافذ کر کے قوم کو ایک متعین منزل پر گامزن کرنا چاہیئے۔ خانپور میں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ خلیج کی جنگ میں صدام حسین امریکہ کی سازش کا شکار ہوئے اور کویت پر قبضہ کر کے مسلمانوں کو بڑی آزمائش میں مبتلا کر دیا ہے۔ امریکہ نے صدام حسین کے اس اقدام کو جواز بنا کر صحرائے عرب میں اپنی اور اتحادیوں کی فوجیں اتاریں اور دونوں طرف سے مسلمانوں کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ انہوں نے کہا کہ مجلسِ احرارِ اسلام امریکی جارحیت اور مسلمانوں پر اس کے ظلم و ستم کی شدید مذمت کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس

سارے تنازعے کا واحد حل مسلم ممالک کا اتحاد ہے وہ اپنے تنازعات کے فیصلوں کے لئے غیر مسلم طاقتوں کی محتاجی کے حصار سے باہر نکلیں اور آپس میں اخوت اور محبت کی فضا پیدا کریں۔

عبدالجبار

گڑھا موڑ

- اُمتِ مُسلمہ کی موجودہ زبوں حالی، اللہ کی ناراضی کا سبب ہے۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ اور شریعتِ مطہرہ ہماری کامیابی کی ضمانت ہیں
- اخبارات اور ٹی وی سے عورت کو عریاں کرنیوالوں کی اپنی بیٹیاں بھی ہیں کہ نہیں ؟
- ابلاغ کے ادارے دین دشمنوں کی آماجگاہ بن چکے ہیں

مجلسِ احرار اسلام کے زیرِ اہتمام سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کا مختلف اجتماعات سے خطاب !

مجلسِ احرارِ اسلام ضلع وہاڑی کے زیرِ اہتمام دسمبر ۱۹۹۰ء کے دوسرے عشرے میں مختلف علاقوں میں سات روزہ تبلیغی اجتماعات منعقد ہوئے۔ جن سے قائد تحریک تحفظ ختم نبوت ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ، مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کے نائب صدر مولانا سید عطاء المؤمن بخاری مولانا محمد اسحٰق سلیمی، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا محمد یعقوب شمسی، مولانا غلام احمد صاحب (جلہ جیم) اور مولانا صابر علی اختر صاحب نے خطاب کیا۔

مولانا محمد اسحٰق سلیمی اور مولانا محمد یعقوب شمسی ان تمام اجتماعات کے منتظم اور داعی تھے۔ انہی بزرگوں کی شبانہ روز محنت سے یہ تبلیغی اجتماعات کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ علاوہ ازیں حافظ محمد اکرم صاحب کپتان غلام محمد صاحب اور قاری شبیر احمد صاحب کی تلاوت، نعتوں اور نظموں کے زمزموں نے سامعین کے جذبوں کو حرارت بخشی، مجلسِ احرار اسلام کے سرگرم مقامی سیکرٹری محمد زنگین خان نے کارکنوں کے ہمراہ اجتماعات میں شرکت کر کے علاقہ بھر میں جماعت کے تعارف اور عوام کو جماعت میں شمولیت کی ترغیب دینے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ مولانا محمد اسحٰق سلیمی مدظلہ نے تمام جلسوں میں مجلس احرارِ اسلام کے اغراض و مقاصد، تعارف، منشور و دستور اور جماعت کے پچاس سالہ تاریخ ساز کردار پر سیر حاصل گفتگو فرمائی اور عوام کو جماعت میں شمولیت کی دعوت دی۔

حضرت شاہ جی مدظلہ نے مختلف اجتماعات میں جو کچھ بیان فرمایا ان مختصر صفحات میں اُن کی تفصیلی اشاعت ممکن نہیں

البتہ اس کا خلاصہ اور اجمالی جھلک ہدیۂ قارئین ہے۔

چک نمبر ۲۶۱ - ای بی میں اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے تمام اعمالِ حسنہ ہی دین و شریعت اور قانون ہیں۔ آپ علیہ السلام کی سیرتِ مطہرہ کی تقلید اصلاح احوال اور دُنیا و آخرت کی فلاح کی ضمانت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آج مسلمان دنیا میں کفار و مشرکین کے سامنے مغلوب ہیں تو اس کی وجہ نبی علیہ السلام کی شریعت سے انحراف و بغاوت ہے۔ جن لوگوں نے اللہ کی اطاعت اور رسول علیہ السلام کی تقلید کی وہ ہمیشہ غالب رہے۔ قرآن کریم میں اللہ جل شانہٗ نے انسانوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ تم میری بندگی کرو اور میرے رسول کی اطاعت کرو، میں تمہیں اس کی جزا دوں گا۔ نبی علیہ السلام نے زندگی کے تمام شعبوں میں انسانوں کی رہنمائی فرمائی ہے۔ آپ علیہ السلام کا وجودِ گرامی ہدایت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ آج جب مسلمان خود اپنے ہاتھوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنتوں کو تار تار کر رہا ہے تو پھر اُسے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ مسلمان کہلا کر دین سے بغاوت کرنا اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اُمتِ مُسلمہ اخلاقی سیاسی اور معاشی اعتبار آج جس بحران سے دوچار ہے یہ اللہ پاک کی ناراضی ہی تو ہے۔ اللہ جل شانہٗ راضی ہوں گے تو مسلمانوں کو کُفار و مشرکین پر غلبہ حاصل ہو گا۔

مدرسہ عربیہ اسلامیہ ٹوبرے والہ میں عظیم دینی درسگاہ ہے ———— حضرت مولانا عبدالرحیم لقمان مدظلہٗ اس کے رُوحِ رواں ہیں، اور اُنہی کے دم قدم سے اِس گلستاں میں بہار ہے۔ شاہ جی مدظلہٗ یہاں پہنچے تو جماعت کے امتیازی نشان "سُرخ قمیص" میں ملبوس احرار کارکن آپ کے لئے سراپا استقبال تھے جو طلباء و عوام کی توجہ کا مرکز و محور بنے ہوئے تھے۔ شاہ جی نے خطبۂ مسنونہ پڑھا تو فضا ساکت تھی قرآنِ کریم کی تلاوت اور پھر شاہ جی کے مترنم حجازی لہجہ نے پژمُردہ دِلوں میں برق سی دوڑا دی۔ آپ نے فرمایا کہ قرنِ اوّل کے مسلمان مؤمنینِ کامل اور متبعینِ سُنّت تھے۔ اللہ کے فرمانبردار بندے اور نبی علیہ السلام کے اطاعت شعار تھے۔ اُن کی انفرادی اور اجتماعی زندگی سیرتِ نبویہ سے مُرصّع و مُسجّع تھی جبکہ آج مُسلمانوں کا دینی رویّہ انتہائی خوفناک ہے۔ ہماری فکری و عملی زندگی میں بعد المشرقین ہے۔ عصرِ جدید کے جھوٹے تقاضوں کے اسیر تارکِ سُنت، غافل اور نافرمان مسلمان کبھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتے۔ "جدید تقاضے" شیاطینِ تہذیب مغرب کا ایک پُرفریب نعرہ ہے۔ اس کے پس منظر میں دین کی تمام قدروں کو پامال کرنے کا منصوبہ ہے۔ خواہشات بدلی ہیں نہ تقاضے ——— بات صرف اتنی ہے کہ دین خواہشات اور تقاضوں کی قربانی چاہتا ہے۔ جو لوگ اس ایثار سے راہِ فرار اختیار کرتے ہیں وہی دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی ہیں۔ کبھی ترقی پسندی کا نعرہ لگاتے ہیں، کبھی تہذیب و ثقافت کی بات کرتے ہیں۔ حالانکہ مشاہدہ و تجربہ سے

یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مادی ترقی ہوئی ہے انسانی نہیں مغرب کے نام نہاد ترقی یافتہ معاشرے میں جرائم، عیوب میں قباحتیں اور ظلم دورِ جاہلیت سے زیادہ بھیانک صورت میں موجود ہیں اور انسانی عقل کا شاہکار قانون اِن لاز التوں کی سب سے بڑی پناہ گاہ ہے اِسی ناقص قانون کی آغوش میں ظالموں، جابروں اور لٹیروں کی پرورش ہوتی ہے۔ انسان ہی انسان کی ہلاکت و تباہی کے منصوبے بنا رہا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ دنیا کے تمام ادیان اور نظام ہائے ریاست میں اسلام ہی وہ واحد دین ہے جو آدمی کو انسانیت سے مشرف کرکے اُسے صحیح معنوں میں ایک مہذب، ترقی پسند اور اچھا انسان بناتا ہے۔ انسانیت کی تکمیل کے لئے محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت گرامی کو بطورِ آئیڈیل پیش کرتا ہے۔ اسلام میں آپ علیہ السلام کی سیرتِ طیبہ اور شریعتِ مطہرہ ہی قانون و دستور اور بہترین اسوہ ہے۔ اسلام دینِ فطرت ہے اور دنیا میں سلامتی، امن اور سکون کی واحد ضمانت ہے ـــــــ شاہ جی نے ملکی سیاست پر بھرپور گفتگو کرتے ہوئے مفاد پرست سیاست دانوں اور سیاسی جماعتوں پر شدید نکتہ چینی کی۔ آپ نے کہا کہ مسلم لیگ کا دامن ۱۹۵۳ء کے دس ہزار شہداءِ ختمِ نبوت کے خونِ بے گناہی سے داغدار ہے۔ مسلم لیگ نے اسلام کا نعرہ لگا کر پاکستان بنایا مگر سب سے زیادہ اسلام کو نقصان بھی اِسی جماعت نے پہنچایا۔ اس میں شامل بے دین جاگیر داروں اور سرمایہ پرستوں نے ملک و قوم اور اسلام کو اپنی شیطانی خواہشات کی بھینٹ چڑھا دیا۔ آدھا ملک گنوایا اور پھر بھی محب وطن ہیں۔ مسلم لیگ نے اسلامی معاشرہ تشکیل دینے کی بجائے، سیکولر معاشرے کے قیام کے لئے تمام اختیارات استعمال کئے۔ عُریانی، فحاشی، بدمعاشی، دین کا مذاق، دینی شخصیات کی توہین، شعائر اللہ کی بے حرمتی، صحابہؓ کرام پر سرِ بازار تبرّیٰ یہ سب لعنتیں انہی سیاست دانوں کے خُبثِ باطن کے نتیجہ میں ظہور پذیر ہوئیں۔ کل بھی لیگ حکمران تھی، آج بھی لیگ حکمران ہے ـــــــ مگر اسلام بیچارا "اِسلامی جمہوریہ پاکستان" میں ایک تھکا ہوا مسافر ہے۔ کوئی ہے جو اِس سے ناطہ جوڑے اور قرنِ اول کی نقابیں اُلٹ کر شیاطینِ مغرب کی آرزوئیں خاک میں مِلا دے۔

آپ نے پاکستانی ذرائع ابلاغ، اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے دین دشمن رویّہ پر سخت تنقید کرتے ہوئے کہا کہ اِن ذرائع سے عُریانی کو فروغ دیا جا رہا ہے، عورت کو مغرب کی تقلید میں عریاں کیا جا رہا ہے، معلوم نہیں اخبارات اور ٹی وی والوں کی اپنی بیٹیاں بھی ہیں کہ نہیں؟ انہوں نے عوام پر زور دیا کہ وہ اِن اداروں کو دین دشمن رویّہ تبدیل کرنے پر مجبور کر دیں۔

قائدِ محترم نے ۱۷ دسمبر کو چاہ جھنڈ یر والا موضع مترد میں مدرسۃ العلوم الاسلامیہ گڑھا موڑ کے صدر مدرس قاری عبدالکریم صاحب کی دعوت پر منعقدہ اجتماع سے خطاب فرمایا؛ ۱۸ دسمبر کو مولانا احمد یار صاحب کی دعوت

پر چک نمبر ۱۲۸ میں ، ۱۹ دسمبر کو مولانا محمد اسحٰق سلیمی صاحب کے قائم کردہ مدرسہ ، مسجد نور ، نواں چوک میں اور ۲۰ دسمبر کو مدرسۃ العلوم الاسلامیہ گڑھا موڑ میں دو روزہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس کی پہلی نشست میں اظہارِ خیال فرمایا ۔

سیرت کانفرنس کی دوسری نشست سے ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ اور حضرت مولانا غلام محمد صاحب (جلہ جیم) نے خطاب فرمایا ۔ آپ نے فضائل درود و سلام بیان کرتے ہوئے لوگوں کو ترغیب دی کہ وہ نبی علیہ السلام کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے آپ پر کثرت سے درود و سلام بھیجیں ، اس سے برکتوں اور رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور سیرتوں میں نکھار پیدا ہوتا ہے ۔ آپ نے کہا کہ نبی علیہ السلام کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونے سے ہم تمام مشکلات سے نجات حاصل کر سکتے ہیں ۔

حضرت مولانا غلام احمد صاحب نے فرمایا کہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول علیہ السلام اُمتِ مسلمہ کے تمام مسائل کا بہترین حل ہیں ۔ نبی علیہ السلام نے اپنے ایک ارشاد میں ان دونوں چیزوں کو مضبوطی سے تھامنے والوں کی نجات کی ضمانت دی ہے ۔

سیرت کانفرنس کی آخری نشست سے ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قرآنِ کریم کا مطالعہ ، اس میں غور و فکر اور اس پر عمل ہی ایک مسلمان کی پہچان ہے ۔ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ تم میں سب سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے ۔ پس ہمیں قرآن کریم کی تعلیم و تعلّم پر سب سے زیادہ توجہ دینی چاہیئے ، سچے عقیدہ کے تحفظ و بقاء دین کی تبلیغ ، صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے مقام و منصب کے تحفظ اور مذاہب باطلہ کی تردید کے لئے اپنی تمام صلاحیتیں وقف کر دینی چاہئیں ۔ اس وقت چاروں طرف سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر دشمن حملہ آور ہے اور یہی وقت قربانی و ایثار کا ہے ۔ ہمیں اس نازک موڑ پر اللہ کی رضا کے لئے دینی جدوجہد تیز کر دینا چاہیئے ۔

آپ کے عطیّات : محاسبۂ مرزائیت و رافضیت کی جدوجہد کو تیز تر کرنے کے لئے اپنی زکوٰۃ ، صدقات اور عطیات اپنی جماعت مجلسِ احرارِ اسلام کو دیجئے

بذریعہ منی آرڈر :- سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ ، دارِ بنی ہاشم ، مہربان کالونی ، ملتان

بذریعہ بنک ڈرافٹ یا چیک :- اکاؤنٹ نمبر ۲۹۹۳۲ حبیب بنک حسین آگاہی ، ملتان

حلقۂ احباب

محترم حضرت سید عطاء المحسن بخاری صاحب !

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

نقیب ختم نبوت کا ایک عرصہ سے قاری ہوں، یقیناً اس میں اصحاب و ازواج رسول کی مدح سرائی ہوتی ہے۔

ساتھ ہی ایک عرصہ سے یہ بات بھی پڑھی جا رہی ہے کہ آپکے رسالہ میں اس طبقہ کے اس نظریہ کو رد کیا جا رہا ہے، جو سیدنا امیر معاویہ کو صورتاً" باغی کہنے کے قائل ہیں، حالانکہ ان کے نزدیک انکی اپنی رائے نہیں بلکہ ایک حدیث کا مستقل مضمون ہے جس میں حضرت عمار بن یاسر رض کے قاتل کو باغی کہا گیا ہے اور یقیناً" وہ حضرت علی رض کی فوج میں تھے اور مد مقابل حضرت معاویہ رض اور ان کا لشکر تھا تو اس حدیث مشہور کی رو سے حضرت معاویہ رض اور انکا لشکر باغی گروہ ہی ہوگا مگر علماء نے سیدنا معاویہ رض اور ان کے لشکر کی عظمت کے پیش نظر کہ وہ صحابی رسول ہیں کہا کہ وہ صورتاً باغی ہیں جس کو آپ ایک عرصہ سے تقریر و تحریر میں رد کر رہے ہیں کہ کسی صحابیٔ رسول کو باغی کہنا جرم ہے اگرچہ صورتاً" ہی کیوں نہ کہا جائے۔

کیا آپ کا یہ موقف درست ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رض کو صورتاً" باغی کہنا جرم ہے؟ کیا صرف امیر معاویہ رض کو باغی کہنا جرم ہے یا دوسرے اصحاب رسول کو بھی باغی کہنا جرم ہے؟

اگر سیدنا معاویہ رض کی طرح دوسرے اصحاب رسول کو بھی باغی کہنا جرم ہے تو پھر آنجناب کے اپنے ہی ماہنامہ نقیب ختم نبوت بابت ماہ فروری ۱۹۹۱ء میں ایک مضمون بعنوان سیدنا امیر معاویہ رض از: ابوسفیان تائب میں تحریر کیا گیا ہے کہ :

" حضرت طلحہ رض اور حضرت زبیر رض نے تو بیعت توڑ دی اور خون عثمان رض کے قصاص کے لئے آمادہ بغاوت ہو گئے۔"

اس عبارت میں واضح ہے کہ یہ دونوں بزرگ آمادہ بغاوت ہو گئے کیا یہ دونوں بزرگ صحابیٔ رسول نہیں؟ ان کے لئے لفظ بغاوت کیوں استعمال کیا گیا؟ کیا دونوں بزرگ عشرہ مبشرہ کی جماعت کے افراد نہیں ہیں اور حضرت امیر معاویہ رض سے افضل نہیں؟ لفظ باغی کو اس جگہ استعمال کرنا بھی تو ایک فاتی اختراع ہے مگر آخری نبی ص کی پیش گوئی کے طور پر استعمال کئے گئے الفاظ کو سیدنا امیر معاویہ رض پر استعمال کرنا کیسے غلط ہے؟ جبکہ یہ تاویل بھی کر دی جاتی ہے کہ وہ صورتاً باغی ہیں حقیقتاً" نہیں اگر اس لفظ کو سیدنا امیر معاویہ رض پر چسپاں کرنا غلط ہے تو عشرہ مبشرہ جماعت کے افراد پر چسپاں کرنا کیسے درست ہے؟

اور اگر باغی کا لفظ اس جگہ استعمال کرنا درست ہے تو پھر وضاحت کی جائے کہ یہ بغاوت صورتاً" ہے یا حقیقتاً"،

کیا آپ میرے اس خط کو اپنے رسالہ میں دوسرے خطوط کی طرح جگہ عنایت فرمائیں گے اگر رسالہ میں جگہ نہ بھی ملے تو میرا منشا مطلق ہے کہ جس بات کو حق سمجھا سو لکھ دیا۔ اللہ ہر مسلمان کو حق سمجھنے کی توفیق دے۔ فقط، والسلام!

صوفی محمد دین تلہ گنگ ضلع چکوال۔

مکرمی صوفی صاحب! وعلیکم السلام!

آپ کا خط ملا جو شریکِ اشاعت ہے آپ کے سوالات بالکل بجا ہیں۔ جواباً عرض ہے کہ ہم لوگ صحابہؓ کے بارے میں جو مؤقف رکھتے ہیں وہ مختصراً یہ ہے کہ صحابہ معیارِ حق ہیں۔ اور صحابہؓ سارے حق ہیں رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔

قرآن کریم میں صحابہ کے لئے اتنا بڑا اعزاز انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی نبی کی اُمت کو نہیں ملا۔ اور اس اعزاز کا واضح تقاضیٰ یہ ہے کہ صحابہ کے بارے میں زبان وقلم کو محتاط ہو جانا چاہیئے۔ "نقیبِ ختمِ نبوت" جو درحقیقت صحابہ رضی اللہ عنہم کی ذات وصفات کا بھی نقیب ہے اس میں جو کچھ چھپتا ہے ظاہر ہے ہم اس کے ذمہ دار ہیں اور ہم کہ عاجز انسان ہیں۔ خطاء ونسیان ہماری تخلیقی شان ہے۔ اگر ہم بھول گئے اور آپ نے ہماری بھول پر ہمیں تنبیہ فرمائی ہے تو ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے ہمیں ٹوکا اور آپ بجا طور پہ میری طرف سے اور ادارہ کی طرف سے مبارک کے مستحق ہیں لفظ بغاوت سہواً شائع ہوا ہے عمداً نہیں۔ اراکین ادارہ اور میں اپنی اس بھول پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں اور آپ سے بھی گزارش ہے کہ ہماری اس خطاء پر ہمارے لئے اللہ سے معافی کی دعاء کریں۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ سیدنا معاویہ سیدنا عمرو بن عاص سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کے پاکستانی رقیبانِ روسیاہ جو مشرکینِ عجم کی سازش کا حصہ ہیں اور صحابہؓ کے مشاجرات میں بڑی دیدہ دلیری سے صحابہؓ کو موردِ طعن و تشنیع بناتے ہیں اور ان کے مابین حکم بننے کی ظالمانہ روش اپنائے ہوئے ہیں آپ اپنا شرعی فرض ادا کرتے ہوئے انہیں شرم دلائیں کہ وہ بھی توبہ کر لیں کہ توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے اور ہماری طرح جرأت کر کے اپنے لٹریچر میں معافی کا اعلان کریں تاکہ انکی سُنّیت بحال ہو اور حق سے آشنا ہو جائیں ورنہ ہم اپنی رائے پر قائم ہیں کہ وہ لوگ جو صحابہؓ پر تنقید کرتے ہیں اچھرہ سے لیکر چکوال تک سب ایک ہی بیماری میں مبتلا ہیں اور "تجدیدِ سبائیت" کا موذی مرض انہیں کھلی گمراہی کی طرف دھکیل رہا ہے جس کے لئے ان مکروہ لوگوں کی کوئی تاویل "عذرِ گناہ بدتر از گناہ" سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ رہی بات سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی تو حدیث میں اسکی کہیں بھی نشاندہی نہیں کہ وہ سیدنا معاویہؓ کا گروہ ہے یہ تو عجمی موذیوں کی کاوش ہے، کہ وہ اسے کھینچ تان کر گروہِ معاویہؓ پر فٹ کرتے ہیں حالانکہ سیدنا زبیر اور سیدنا عمار رضی اللہ عنہما کے قاتل واضح طور پر وہی باغی ہیں جنہوں نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا مزید تسلی کے لئے میرے مضمون:

"سیدنا معاویہ اور ان کے بے رحم ناقدین"

دسمبر ۸۹ء اور جنوری، مئی، جون ۹۰ء کے نقیبِ ختمِ نبوت میں ملاحظہ فرمائیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ۔ والسلام مع الاکرام

سید عطاء المحسن بخاری

مکرمی ۔۔۔ اسلام علیکم رحمتہ اللہ و برکاتہ

" آپ کے مؤقر جریدہ نقیب ختم نبوت کی مسلسل ترسیل کے لئے بصمیم قلب ممنون و مشکور ہوں ۔ اللہ تعالی ادارہ کے مخلصانہ احسان کا اجر جزیل عطا فرمائے اور نقیب ختم نبوہ کی توسیع اشاعت اور مقبولیت عامہ کیلئے غائبانہ نصرت اور برکت عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین ۔

مضائقہ نہ ہو تو درج ذیل چندر سطور بھی نقیب کے صفحات میں بطور ریکارڈ محفوظ فرما لیں ۔ نقیب کے تازہ شمارہ کے مستقل عنوان " زبان میری ہے بات انکی " میں ایک جملہ " عدالتی نظام ناکام ہے " چیف جسٹس شریعت کورٹ (ریٹائرڈ) گل محمد صاحب کے حوالہ سے احساس ہوا کہ بچشم خود بقلم خود بندہ بھی چند حقائق سے متعلقہ حکام کو آگاہ کر سکوں ایک مشہور مقولہ ہے ۔

" دیوانی دیوانہ کر دیتی ہے "

میرا ایک صلبی عزیز گذشتہ دس سال سے دیوانہ وار عدالتی چکر میں پھنسا ہوا ہے اور وقت ۔ روپیہ پیسہ اور دو جوانیاں برباد کر چکا ہے ۔ وکلاء کی معروف پیشہ وارانہ موشگافیوں کی بناء پر اب تک پانچ سول جج اور دو ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان کی عدالتوں میں پیشیاں بھگت چکا ہے ۔ ابتدائی چند سال تو پندرہ بیس روز کے بعد متعلقہ عدالت میں حاضری ہوتی تھی مگر اب وقت کی رفتار کے ساتھ ایک ماہ یا دو ماہ یا تین ماہ کے بعد باری آتی ہے ۔ انگریز کے متروکہ مروجہ عدالتی نظام میں دانشور وکلاء اور محترم جج صاحبان یہ معلوم نہیں فرما سکے کہ مدعی اور مدعا علیہا میں سے کون حق پر ہے ۔ گذشتہ دس برس کی طویل کارروائی میں مدعا علیہا کا ایک گواہ بھی طلب نہیں کیا گیا ۔ البتہ مدعی کے صرف ایک گواہ نے مدعی کے خلاف بیان میں چند حقائق سے متعلقہ عدالت کو آگاہ کر دیا تھا جو مدعی کو ناگوار گزرے اور اس نے چند روز بعد اپنے مذکورہ گواہ کے خلاف درخواست دی کہ اس نے غلط بیانی کی ہے لہٰذا گواہ کو دوبارہ حاضر عدالت طلب کیا جائے ۔ اس پر مدعاعلیہا کے وکیل نے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کی عدالت میں رجوع کیا ۔ سیشن جج صاحبان کو زائد از ایک سال سے بوجوہ عدیم الفرصتی اپنا فیصلہ دینے کا موقع میسر نہیں آیا ۔ سوال اتنا ہے کہ دیوانی مقدمات میں گواہ کو دوبارہ طلب کیا جا سکتا ہے یا نہیں ؟ مبینہ طور پر فریقین کا کم و بیش لاکھ روپیہ عدالتی اہلکاروں کی نذر اور اخراجات مقدمہ ہو چکا ہے کیا یہ غلط ہے کہ انگریز کے متروکہ عدالتی نظام کا وجود ہی توہین عدالت ہے کون کہہ سکتا ہے کہ عدالتی کارکن فرشتے یا کوئی آسمانی مخلوق ہیں کہ ان پر نقد و نظر مناسب نہیں کاش کہ اسلام کا عادلانہ نظام جلد نافذ ہو ۔ اندریں حالات مودبانہ اور مخلصانہ درخواست ہے کہ شرعی نقطہ نظر سے ایسے ضابطہ اخلاق تجویز کئے جائیں کہ کم از کم گھریلو تنازعات میں تصفیہ بلا تاخیر ہو سکے اور عوام میں معروف مقولہ " دیوانی دیوانہ کر دیتی ہے " کا داغ دھویا جائے ۔ عوام فوری اور سستے انصاف کا تقاضا کرتے ہیں اور حکمران بھی بذریعہ اخباری بیانات اس کا وعدہ اور بار بار اعادہ کر چکے ہیں مگر

وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا ۔

غم زدہ ۔۔ فقیر عبد الواحد بیگ المرحوم پینٹر محلہ سادات دہلی گیٹ ملتان ۔

قارئین نقیب ختم نبوت سے : جن قارئین کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے وہ اپنی رکنیت کی تجدید کے لئے فوراً مبلغ -/۶۰ روپے منی آرڈر کر دیں ۔۔۔۔ اپنا پتہ صاف اور خوشخط تحریر کریں ۔ (ادارہ) ۔۔۔۔

آئیے۔ اللہ کی رضا اور اجر حاصل کیجئے!

ہمارے دینی ادارے اور مستقبل کے منصوبے

مسلمان توجہ فرمائیں

★ — مجلسِ احرارِ اسلام دینی انقلاب کی داعی ہے۔ دینی انقلاب — دینی مزاج اور دینی ماحول پیدا کیے بغیر ممکن نہیں۔ ۱۹۲۹ء سے آج تک احرار نے بیسیوں تحریکوں کو جنم دیا اور پروان چڑھایا۔ احرار کی سب سے بڑی، مضبوط اور زندہ تحریک **تحریکِ ختمِ نبوّت** ہے۔

★ — پاکستان سے پہلے اور پاکستان کے بعد احرار نے سینکڑوں دینی ادارے قائم کیے جن سے اُمّتِ مُسلمہ میں دینی مزاج عام اور دینی قوتوں میں اضافہ ہوا۔ اکابرِ احرار نے ایک بات شدّت سے محسوس کی کہ جب تک دینی ادارے بُنیادی طور پر احرار کی نگرانی میں نہیں چلتے اُس وقت تک یکجہتی پیدا ہونا مشکل امر ہے۔ لہٰذا ہم نے اُمّتِ مسلمہ کے تعاون سے اندرون و بیرونِ مُلک دینی ادارے قائم کئے ہوئے ہیں جن کی مختصر تفصیل یُوں ہے :

★ مدرسہ معمورہ — مسجدِ نور، تغلق روڈ ملتان

★ مدرسہ معمورہ — دارِ بنی ہاشم، پولیس لائنز روڈ ملتان۔ فون : ۴۲۸۱۳

★ مدرسہ محمودیہ معمورہ — ناگڑیاں ضلع گجرات —

★ جامعہ ختمِ نبوّت — مسجد احرار متصل ڈگری کالج ربوہ۔ فون نمبر : ۸۸۶ —

★ مدرسہ ختمِ نبوّت — سرگودھا روڈ ربوہ —

★ دارُالعُلوم ختمِ نبوّت — چیچہ وطنی۔ فون نمبر : ۲۹۵۳ — ۲۱۱۲

★ مدرسہ ابوبکر صدّیق — تلہ گنگ ضلع چکوال —

★ یُوکے ختمِ نبوّت مشن — (ہیڈ آفس) گلاسگو، برطانیہ —

یہ ادارے سرگرمِ عمل ہیں۔ ان کے اخراجات اور آئندہ کے منصوبے، مسجد احرار ملتان، مدرسہ معمورہ کے بڑھتے ہوئے کام کے پیشِ نظر زمین کی خرید اور تعمیرِ نو، دفاتر کا قیام، بیرونی ممالک میں مُبلّغین کی تعیناتی اور اداروں کا قیام، پچاس کتابوں کی اشاعت — یہ تمام کام اُمّتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے تعاون سے ہوگا۔ یہ کام آپ ہی نے کرنا ہے۔

تعاون آپ کریں دُعا، ہم کرینگے اور اجر اللہ پاک دینگے — آئیے، آگے بڑھیے اور اجر کمائیے

سیّد عطاء المحسن بخاری
مُدیر مدارس التحفیظ والمساجد
دارِ بنی ہاشم ○ پولیس لائنز روڈ ○ ملتان
ترسیلِ زر کے لئے : اکاؤنٹ نمبر : ۲۹۹۳۲ حبیب بنک لیمٹڈ حسین آگاہی ملتان

MONTHLY
NAQEEB-E-KHATM-E-NUBUWAT
Regd. No L. 8755

Ph :72813
MULTAN

No. 3

Vol No-2

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ

جامع مسجد ختمِ نبوّت

دارِ بنی ہاشم ــ مہربان کالونی ــ ملتان

فون: ۷۲۸۱۳

زیرِ اہتمام: تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت (شعبۂ تبلیغ) عالمی مجلس احرارِ اسلام پاکستان

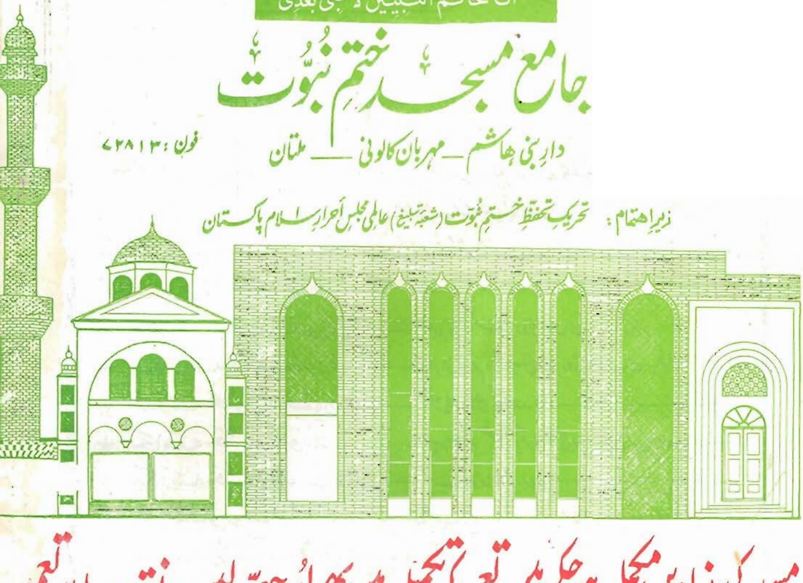

مسجد کی بنیادیں مکمل ہوچکی ہیں۔ تعمیر کی تکمیل میں بھرپور حصہ لیں، نقد و سامانِ تعمیر

دونوں صورتوں میں تعاون فرمائیں ــ ترسیلِ زر کیلئے:

منتظم و متولّی ابنِ امیرِ شریعت سیّد عطاء المحسن بخاری، دارِ بنی ہاشم ــ ملتان

اکاؤنٹ نمبر: ۲۹۹۳۲، حبیب بنک حسین آگاہی ملتان